رجسٹرڈ نمبر ایل ۵۲۵۴

Regd No L 5254

بسم اللہ الرحمن الرحیم

اِنَّ الْفَضْلَ بِيَدِ اللّٰهِ يُؤْتِيْهِ مَنْ يَّشَاءُ ۔ عَسٰى اَنْ يَّبْعَثَكَ رَبُّكَ مَقَامًا مَّحْمُوْدًا

الفضل لاہور

روزنامہ

(پاکستان)

شرح چندہ
سالانہ ۲۴ روپے
ششماہی ۱۳
سہ ماہی ۷
ماہوار ۲

یوم پنجشنبہ

۲۴ جمادی الثانی ۱۳۶۹ھ قیمت ۱؍

جلد ۳۸/۴ | ۱۳ شہادت ۱۳۲۹ ہش | ۱۳ اپریل ۱۹۵۰ء | نمبر ۸۷/۲

اخبار احمدیہ

ربوہ ۱۰ اپریل ۔ مکرمی پرائیویٹ سیکرٹری صاحب کی طرف سے اطلاع مظہر ہے ۔

—— سیدنا حضرت امیر المومنین ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز کی طبیعت خدا تعالیٰ کے فضل سے اچھی ہے ۔ مگر ابھی ضعف ہے ۔ احباب حضور کی صحت کاملہ و عاجلہ کے لیے بخصوصیت سے دعا فرمائیں ۔

—— مکرم نواب محمد عبد اللہ خان صاحب کی طبیعت میں آج قدرے افاقہ ہے ۔ سانس کی تکلیف کا دورہ صرف ایک مرتبہ ہوا ۔ دعا کی درخواست ہے ۔

مشرقی افریقہ سے مکرم مولوی نور الحق صاحب انور کی تشریف آوری

لاہور ریلوے اسٹیشن پر پُرتپاک خیر مقدم

لاہور ۱۲ اپریل ۔ مجاہد احمدیت مکرم مولوی نور الحق صاحب انور مشرقی افریقہ میں پانچ سال تک فریضہ تبلیغ ادا کرنے کے بعد آج صبح پاکستان میل کے ذریعہ لاہور وارد ہوئے ریلوے اسٹیشن پر جماعت احمدیہ لاہور کے بہت سے احباب نے آپ کا پرتپاک خیر مقدم کیا ۔ پانچ سال کے عرصہ میں آپ کو ٹانگانیکا کینیا اور یوگنڈا میں لاکھوں افریقن باشندوں تک پیغام حق پہنچانے کی سعادت نصیب ہوئی ۔ صاحب مرکز کی زیر ہدایت آپ چند ماہ کے لیے پاکستان واپس تشریف لائے ہیں ۔

آپ نے بتایا کہ مکرم ولی اللہ شاہ صاحب مکرم چوہدری عنایت اللہ صاحب اور مکرم مولوی عبد الکریم صاحب شرما جو مشرقی افریقہ کے دور دراز علاقوں میں تندہی سے فریضہ تبلیغ ادا کر رہے ہیں ۔ آج کل بیمار ہیں ۔ احباب ان مبلغین اسلام کی صحت و عافیت کے لیے خاص طور پر دعا فرمائیں ۔

مغربی پاکستان کے مدارس میں بنگالی کو اختیاری مضمون قرار دیدیا جائیگا

کراچی ۱۲ اپریل ۔ آج پاکستان پارلیمان نے پاکستانی فوج اور ایئر فورس کے لئے نئے ریزرو قائم کرنے کا بل پاس کیا ۔ اس بل کی رو سے ان ریزرو دستوں کی از سر نو تشکیل کی جائے گی ۔ یہ بل بغیر بحث کے پاس ہو گیا ۔ اس کی رُو سے پرانے قاعدوں کو بھی یکجا کیا جائے گا ۔ وزارت دفاع کے ان آرڈیننسوں کی منظوری بھی ایوان نے دی جس کی رو سے اب جہاز رانی کے ارکان حلف وفاداری شاہ برطانیہ کی بجائے پاکستان کا اٹھایا کریں گے ۔ اس کے بعد وزیر تجارت آنریبل فضل الرحمٰن نے اخبارات کی اس خبر کی تردید کی کہ پاکستان پٹ سن بورڈ یا بھارت کی پٹ سن کی ملوں میں غلط پٹ سن کے متعلق کوئی سمجھوتہ ہو گیا ہے ۔ آپ نے کہا بورڈ سے دیگر کوائف ملتے ہی آپ کے روبرو پیش کر دیئے جائیں گے ۔ وزیر تجارت نے یہ بھی بتایا کہ فروری تک گذشتہ ماہ میں پاکستان نے ۹۰ لاکھ ڈالر کی پٹ سن ڈالر کے علاقوں کو برآمد کی ہے ۔ مارچ کے اعداد و شمار فراہم کئے جا رہے ہیں ۔ وزیر خزانہ نے بتایا کہ پٹ سن ناجائز باہر بھیجنے والوں کی جانچ پڑتال کے متعلق احکام میں ترمیم کیا جا رہا ہے ۔ آپ نے یہ بھی بتایا کہ پاکستان کے ابھی تک فاضل بیلنس کے سلسلے میں بھارت کے ذمہ ۳۴ کروڑ ۷۰ لاکھ ہندوستانی روپے نکلتے ہیں ۔ وزیر خزانہ نے بتایا کہ ۲۸ فروری تک ایک ارب ۸۳ کروڑ ۸۸ لاکھ اور ستمبر کی موسمی مانگ پوری کرنے کے لئے ۵ کروڑ مزید کی کرنسی جاری کی گئی ۔ آپ نے کہا متوازن بجٹ کی رو سے کرنسی کے پھیلاؤ کی روک تھام کا انتظام کر لیا گیا ہے ۔

بنگالی اختیاری مضمون :- حکومت نے بنگالی کی اشاعت کے لیے اس سکیم کو منظور کر لیا ہے کہ مغربی پاکستان کے تعلیمی اداروں میں اسے اختیاری مضمون قرار دیدیا جائے ۔ آپ نے یہ بھی بتایا کہ حکومت سائنس کا اعلیٰ تحقیقاتی ادارہ معدنیات کے متعلق اور گھریلو دستکاریوں کے لئے مرکزی اداروں کے قیام پر غور کر رہی ہے ۔ ایک سوال کے جواب میں آپ نے بتایا کہ اس وقت پاکستان بھر میں صابن سازی کے ۱۵۴ کارخانے ہیں ۔

پانی ملتا رہیگا :- آج بھارت پارلیمنٹ میں تعمیرات بجلی اور کانوں کے وزیر مسٹر گاڈگل نے بتایا کہ جب تک پانی کے متعلق پورے تنازعہ کا فیصلہ نہ ہو جائے گا پاکستان کو مادھوپور اور فیروزپور کے ہیڈ ورکس سے پانی ملتا رہے گا ۔ پانی کے معاوضے کی ادائیگی باقاعدہ ہو رہی ہے ۔

مفت اور لازمی تعلیم :- آج سوالوں کے متعلق ایوان کو بتایا گیا کہ حکومت پی ۔ ایس کی طرح سائنس کے متعلق بھی ایک ادارہ اور سائنس کی وفاقی یونیورسٹی کے قیام پر غور کر رہی ہے ۔ حکومت کراچی میں مفت اور لازمی تعلیم کی پانچ سالہ سکیم پر بھی غور کر رہی ہے ۔

پریوی کونسل میں اپیلوں کا سسٹم اڑا دیا گیا

کراچی ۱۲ اپریل ۔ آج پاکستان پارلیمنٹ نے ایک قانون کے ذریعہ پریوی کونسل میں اپیلیں کرنے کے سلسلے کو یک قلم اڑا دیا گیا ۔ آج اس سلسلے میں ایوان کے روبرو بل پیش کرتے ہوئے پاکستان کے وزیر قانون مسٹر جوگندر ناتھ منڈل نے کہا ۔ اس بل کی رو سے تمام وہ اپیلیں جو اس وقت پریوی کونسل کے پاس ہیں ۔ اور ان کی سماعت نہیں ہوئی ۔ فیڈرل کورٹ کے پاس بھیجدی جائیں گی سوائے ان مسلوں کے جو زیر سماعت ہیں اور ۲۶ مئی والی نشست میں سنی جائیں گی ۔ آپ نے یہ بھی بتایا کہ بھارت کے اس قسم کے بل میں ابھی بعض قسم کی اپیلیں پریوی کونسل تک جانے کی گنجائش ہے ۔ لیکن ہمارے بل کی رُو سے ایسی کوئی گنجائش نہیں رکھی گئی ۔ اور اس بل کو فوری طور پر نافذ کر دیا جائے گا ۔ بل کی مخالفت میں کوئی تقریر نہیں کی گئی ۔ سوائے مشرقی بنگال کے بعض اراکین کے جنہوں نے یہ تجویز پیش کی کہ فیڈرل کورٹ کا اجلاس ڈھاکہ میں بھی ہوا کرے ۔ اس بل کی رُو سے پاکستان فیڈرل کورٹ کو سپریم ٹربیونل کے اختیارات حاصل ہو گئے ۔

نزدیک و دور سے

استنبول ۱۲ اپریل ۔ کل یہاں طلبا اور پولیس میں تصادم ہو گیا ۔ کل دس ہزار طلبہ نے ریڈیو سٹیشن پر قبضہ کرنا چاہا تھا ۔ اس پر پولیس میں جم کر لڑائی ہوئی ۔ طلبہ کا مطالبہ تھا کہ ریڈیو سے آج مارشل چقماق کی نعت کی وجہ سے گمشدگی نشر نہ ہوں ۔ (استعمار)

—— کراچی ۱۲ اپریل ۔ حکومت پاکستان کے فیصلے کے مطابق ۱۰ مئی کو پاکستان بھر میں عالمی صحت کا دن منایا جائے ۔ چنانچہ حکومت پنجاب نے بھی اسے اعلیٰ پیمانے پر منانے کا اہتمام کیا ہے ۔

—— کراچی ۱۲ اپریل ۔ نیوز ایڈیٹرز کانفرنس کے صدر مسٹر راشدی نے پاکستان بھر کے اخبارات سے وزیر اعظم کے معاہدے کو عملی جامہ پہنانے کی تلقین کی ہے ۔ اور یہ تجویز کی ہے کہ اس سلسلے میں دونوں طرف سے تعاون کے لئے بھارت اور پاکستان کی ایسی کانفرنسوں کی مجالس قائمہ کا ایک مشترکہ اجلاس بلایا جائے ۔

ہتھیار نہیں ڈالے

منیلا ۱۲ اپریل ۔ منیلا ریڈیو نے اعلان کیا ہے کہ مغربی انڈونیشیا کے باغی لیڈر نے تا حال وفاقی فوجوں کے سامنے ہتھیار نہیں ڈالے اور وہ ابھی وفاقی حکومت کی فوجیں منیلا میں داخل ہی سکی ہیں ۔

نئے وائس چانسلر کا تقرر

لاہور ۱۲ اپریل ۔ اے پی اے ایجنسی لینسی چانسلر پنجاب یونیورسٹی نے پنجاب یونیورسٹی ایکٹ ۱۸۸۲ کی دفعہ ۵ کلاز نمبر ا کی رُو سے فیڈرل کورٹ پاکستان کے چیف جسٹس آنریبل سر عبد الرشید کو ۱۱ اپریل سے یونیورسٹی کا وائس چانسلر مقرر کیا ہے ۔

ایسٹرن نیوز ٹرسٹ کا قیام

کراچی ۱۲ اپریل ۔ آج کراچی میں نیشنل خبر رساں ایجنسی ایسوسی ایٹڈ آف پریس کی نگرانی کے لئے ایک قومی ٹرسٹ کا قیام عمل میں لایا گیا ہے ۔ اس ٹرسٹ کا نام ایسٹرن نیوز ٹرسٹ ہوگا ۔

ایڈیٹر :- روشن دین تنویر بی اے ایل ایل بی ۔ پرنٹر و پبلشر مسعود احمد نے کوآپریٹو کیپیٹل پرنٹنگ پریس ، جودھامل بلڈنگ لاہور سے طبع کروا کر ۳ میکلیگن روڈ لاہور سے شائع کیا ۔

خدا تعالیٰ نے تمہارے لئے جو انعام مقرر کیا ہے وہ نہایت درجہ عظیم الشان ہے

اپنی ذمہ داریوں کو سمجھو اور ان کے شایانِ شان قربانیاں پیش کرو!

مجلس شوریٰ کے آخری اجلاس میں حضرت امیر المومنین ایدہ اللہ کی تقریر

(از شاف رپورٹر سے)

۹ اپریل بروز اتوار مجلس شوریٰ کا آخری اجلاس ۸ بجے صبح سے شروع ہو کر بارہ بجے دوپہر تک جاری رہا جس میں بجٹ پر عام بحث کے علاوہ بعض امور کے متعلق نہایت اہم فیصلے کئے گئے۔ اس اجلاس میں حضور ایدہ اللہ تعالیٰ نے نمائندگان شوریٰ سے خطاب کرتے ہوئے احباب جماعت کو ان کی ذمہ داریوں کی طرف توجہ دلائی اور انہیں نصیحت فرمائی کہ وہ اپنی ذمہ داریوں کو سمجھیں۔ اور ان کے مطابق اپنے معیارِ قربانی کو بلند کر کے اپنے آپ کو اس عظیم الشان انعام کا اہل بنائیں جو خدا تعالیٰ نے ان کے لئے مقدر کیا ہے۔

مجلس مشاورت کا تیسرا دن

مجلس مشاورت کے تیسرے روز سیدنا حضرت امیر المومنین ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز بروقت مقررہ پر ٹھیک ۸ بجے صبح مشاورت کے پنڈال میں تشریف لائے۔ حضور ایدہ اللہ کے مسند آرا ہونے پر مکرم ماسٹر نذیر احمد صاحب نے قرآن کریم کی تلاوت کی۔ جس کے بعد حضور نے ایک لمبی دعا کے ساتھ اجلاس کی کارروائی شروع فرمائی۔

تحریک جدید کا بجٹ

ابتداء میں حضور نے ایک مختصر سی تقریر کرتے ہوئے فرمایا۔ کل میں نے تجویز کیا تھا کہ رات کو بھی اجلاس منعقد ہو لیکن علالت کے دوران دور دور تک اجلاسوں کی کارروائی میں حصہ لینے کی وجہ سے کل شام سردرد کی تکلیف بڑھ گئی اور بخار بھی ہو گیا۔ اس لئے رات کا مجوزہ اجلاس ترک کرنا پڑا۔ اب انشاء اللہ تعالیٰ اس اجلاس میں بجٹ پیش ہوگا میری رائے ہے کہ آئندہ تحریک جدید کا بجٹ بھی پیش ہوا کرے۔ لیکن تحریک کا بجٹ صرف ان چندوں پر مشتمل ہوتا ہے اس لئے اس پر غور کرنے کے لئے انہی لوگوں کو بلایا جائے گا جو تحریک کے چندوں میں باقاعدہ حصہ لیتے رہے ہیں۔ اس امر پر میں ابھی غور کر رہا ہوں کہ تحریک کے بجٹ کے لئے اسی مشاورت میں سے وقت نکالا جایا کرے یا بعد میں علیحدہ مشاورۃ طلب کر کے اس پر غور ہو۔ بہر حال اب تحریک کا کام بھی بہت وسیع ہو گیا ہے۔ اور بجٹ وغیرہ کے سلسلے میں اس بات کی ضرورت ہے کہ صدر انجمن کی طرح کارپردازانِ تحریک کی بھی اسی رنگ میں تربیت کی جائے۔

بعض بنیادی اصول

اس کے بعد حضور نے بجٹ مرتب کرنے میں بالعموم جو خامیاں رہ جایا کرتی ہیں۔ اصولی رنگ میں ان کی طرف توجہ دلائی اور اس ضمن میں نہایت زریں ہدایات دیں۔ حضور نے فرمایا بعض امور ایسے ہوتے ہیں۔ جنہیں بالعموم بجٹ میں شامل نہیں کیا جاتا حالانکہ ان کا ذکر ضروری ہوتا ہے۔ مثلاً ریزرو فنڈ اور تجارت وغیرہ ہے۔ اگر ان ذرائع سے کوئی آمدن ہوئی ہے یا نقصان برداشت کرنا پڑا ہے۔ تو اس کا ذکر بھی آنا چاہئیے تاکہ جماعت کے سامنے آمد و خرچ کی صحیح پوزیشن آجائے۔ نیز نقصان یا قرضے وغیرہ کے متعلق صحیح علم ہو جانے سے ان کو اپنی ذمہ داریوں کا احساس ہوتا ہے اور تلافی مافات کی صورت نکل آتی ہے۔ اس اصول کی مزید وضاحت کرتے ہوئے حضور نے فرمایا۔ فسادات اور ہجرت کے باعث سلسلہ کو مجموعی طور پر ڈیڑھ دو کروڑ روپے کا نقصان ہوا ہے اور جماعت کو از سر نو منظم کرنے کی خاطر قرضے کا بار بھی اٹھانا پڑا ہے۔ اب ضروری ہے کہ نقصان کا اندازہ اور قرض کی صحیح پوزیشن جماعت کے سامنے آئے تا انہیں اپنی ذمہ داریوں کا احساس ہو اور اس کے مطابق وہ قربانی کے معیار کو بلند کر کے ایسے حالات پیدا کر دیں کہ صحیح معنوں میں تلافی مافات ہو سکے۔ یہ ڈیڑھ دو کروڑ کا نقصان کوئی ایسا ادنیٰ نقصان نہیں ہے کہ اس پر کف افسوس مل کر سکون اختیار کر لیا جائے۔ ہم نے کوئی عیش و طرب اور ذوق کے سامان پیچھے نہیں چھوڑے ہیں کہ اپنی بیچارگی پر آنسو بہاتے ہوئے ان سے توبہ کر لیں۔ ہم نے تو وہاں سکول کالج درسگاہیں اور ذکرِ فکر سے آباد مساجد چھوڑی ہیں۔ پس یہی وہ ادارے درسگاہیں اور مساجد ہیں جو ایسا ماحول پیدا کرتے ہیں اور بعد میں روحانی ماحول پیدا کرتا ہے جس میں ہمارے شب و روز گزرا کرتے تھے۔ ان چیزوں کا ذکر جماعت کے سامنے بار بار آنا چاہئیے اور بالخصوص بجٹ تو ایسی چیز ہے جس میں ان امور پر ضرور روشنی ڈالنی چاہئیے تا جماعت کو اپنی ذمہ داریوں کا احساس ہو اور وہ سابقہ قربانیوں سے بڑھ کر قربانیاں کر کے ہر کمی کو پورا کرنے کی کوشش کرے۔ حضور نے فرمایا اسی خیال کے پیش نظر میں نے امسال بجٹ میں ادائیگی قرضہ کی علیحدہ مد رکھوائی ہے۔ پہلے بجٹ میں اس کا کوئی ذکر نہیں ہوتا تھا۔

بیرونی ممالک میں احمدیت کی ترقی

جماعت کو اس کی اہم ذمہ داریوں کی طرف مزید توجہ دلاتے ہوئے حضور نے بیرونی ممالک میں احمدیت کے فروغ کا بھی ذکر فرمایا اور اس ضمن میں ایک ایسے محکمہ قانون" کی ضرورت پر روشنی ڈالی جو بیرونی جماعتوں اور مرکز کے درمیان تعلقات سے متعلق امور کے بارے میں سلسلہ کو مفید مشورہ دے۔ اور اگر کبھی کوئی اشکال پیدا ہو تو اس کو حل کرنے میں جماعت کا ہاتھ بٹائے۔ حضور نے فرمایا پاکستان کی نسبت بیرونی ممالک میں احمدیت تیز رفتاری کے ساتھ پھیل رہی ہے۔ جہاں یہ امر خوشی کا باعث ہے، وہاں اس میں ہمارے لئے ایک تنبیہ بھی ہے کہ ہم اپنی ذمہ داریوں کو محسوس کرتے ہوئے مرکز کی اہمیت اور اس کی فوقیت کو برقرار رکھیں۔ مغربی افریقہ میں جماعت اس طریق پر بڑھ رہی ہے کہ وہ ہم سے بھی آگے نکل جائے گی۔ وہاں متعدد مشنز اور مساجد کے علاوہ ہمارے تیس چالیس سکول ہیں اور اس وقت قریباً ۳۵ مبلغ کام کر رہے ہیں۔ کالج بھی قائم ہو چکا ہے۔ اسی طرح مشرقی افریقہ عرب ممالک امریکہ اور انڈونیشیا میں جماعت خدا تعالیٰ کے فضل سے بہت ترقی کر رہی ہے۔ چنانچہ بیرونی جماعتوں کے اختیارات کے حدود اور فرائض معین کرنے کیلئے ان کے علیحدہ علیحدہ دستور مرتب کرنے کی ضرورت ہے اور یہ کام جبھی احسن طریق پر انجام پا سکتا ہے کہ ایک "محکمہ قانون" بنایا جائے۔ اور بجٹ میں اس قسم کے اخراجات کی گنجائش نکالی جائے۔ سلسلہ کلام جاری رکھتے ہوئے حضور نے فرمایا وہ بستی جس میں خدا تعالیٰ کا مامور آتا ہے "ام القریٰ" کی حیثیت رکھتی ہے اور اسی طرح اس ملک کو بھی باقی دنیا کے مقابلے میں "ام القریٰ" کا درجہ حاصل ہوتا ہے۔ پس ماں ہونے کی وجہ سے ہمارے لئے ضروری ہے کہ ہم بیرونی ممالک کی تمام جماعتوں کی رہنمائی کریں اور ہر قربانی سے کام لے کر ان کی دستگیری اور اعانت کو اپنا فرض جانیں اسی طرح بیرونی ممالک کی جماعتوں کا بھی فرض ہے کہ وہ اطاعت اور فرمانبرداری کا اعلیٰ نمونہ دکھائیں۔ حضور نے فرمایا۔

پس تم جن کو خدا تعالیٰ نے ماں کا درجہ عطا کیا ہے۔ اپنی ذمہ داریوں کو سمجھو اور ان کے شایانِ شان قربانیوں سے کام لے کر اپنے آپ کو اس عزت و توقیر کا مستحق بناؤ جو ماں کے لئے خدا تعالیٰ نے مخصوص کی ہے۔ اس میں شک نہیں تمہیں عظیم الشان قربانیاں کرنی پڑیں گی۔ لیکن ان کے نتیجے میں خدا تعالیٰ نے تمہارے لئے جو انعام مقدر کیا ہوا ہے وہ بھی نہایت درجہ عظیم الشان ہے۔ یہ کوئی معمولی بات نہیں ہے کہ خدا کے فضل سے تمہیں یہ پوزیشن حاصل ہو جائے کہ بڑے بڑے ممالک اپنے آپ کو تمہاری طرف منسوب کرنے میں فخر محسوس کرنے لگیں۔ پس دنیا کی جماعتوں کی طرح اپنی ذمہ داریوں کا احساس کرتے ہوئے قربانیاں کرو اور اپنے آپ کو عظیم الشان انعامات کا اہل بناؤ۔ آخر میں حضور نے صدر انجمن احمدیہ کو توجہ دلائی کہ اس کا بجٹ ہر رنگ میں مکمل اور واضح ہونا چاہئیے۔ اتنا مکمل اور واضح کہ اس کے مطالعہ سے جماعت کو اپنی ذمہ داریوں کا احساس ہو اور وہ تمام سال ان کے مطابق قربانیاں کرتی چلی جائے۔

بجٹ پر عام بحث کا آغاز

ان ابتدائی ارشادات کے بعد حضور نے سب کمیٹی (بیت المال) کے صدر مکرم محمود الحسن صاحب کو اجازت مرحمت فرمائی کہ وہ سب کمیٹی کی رپورٹ پیش کریں۔ چنانچہ انہوں نے حضور ایدہ اللہ کی خدمت میں رپورٹ پیش کرتے ہوئے بعض ترمیم کیا بجٹ منظور کر لینے کی سفارش کی۔ اس کے بعد بجٹ ۱۹۵۱-۱۹۵۰ء پر عام بحث کا آغاز ہوا جس میں میاں غلام محمد صاحب اختر ڈاکٹر غلام مصطفےٰ صاحب۔ محمد حسن صاحب آسان میاں عطاء اللہ محمود صاحب شاہد۔ صاحبزادہ مرزا ناصر احمد صاحب شیخ بشیر احمد صاحب اور حافظ فیض احمد صاحب نے حصہ لیا۔ ان نمائندگان نے بجٹ سے متعلق متعدد امور پر روشنی ڈالتے ہوئے حسب ذیل امور پر بالخصوص زور دیا:۔

(۱) بجٹ کی کاپی مشاورت سے چند روز قبل نمائندگان کو مل جانی چاہئیے۔ تا وہ اس کا بنظر غائر مطالعہ کر کے اس کے بارہ میں مفید مشورہ دے سکیں۔

(باقی صفحہ آٹھ پر)

روزنامہ الفضل لاہور
۱۳ اپریل ۱۹۵۰ء

قنوطیت اور رجائیت

انبیاء علیہم السلام کا وجود اسی لئے بھی اسوہ کہلاتا ہے۔ کہ وہ جنہ ماننے والوں کے قلوب میں ان کی منزل مقصود آئینہ کر دیتے ہیں۔ اور ان پر ایسا نقش جما دیتے ہیں۔ کہ پھر کوئی بڑی سے بڑی مصیبت بھی اس کو مٹا نہیں سکتی چونکہ انبیاء علیہم السلام خود یقین کے بلند ترین مقام پر متمکن ہوتے ہیں۔ جو اللہ تعالےٰ خصوصیت سے ان کو عطا کرتا ہے۔ اس لئے ان کا وجود اس لحاظ سے بھی مثالی ہوتا ہے۔ جو شعلہ رجائیت اللہ تعالےٰ ان کی روحوں میں بھڑکاتا ہے۔ اس شعلہ سے سعید روحوں میں بھی شعلے بھڑک اٹھتے ہیں۔ اور وہ بھی یقین کے اس مقام کے قریب ہو جاتے ہیں۔ جو کامیابی کا راز ہے۔ یہ ایک اعجازی قوت ہوتی ہے۔ جو اللہ تعالےٰ اپنے انبیاء کی روحوں میں ڈالتا ہے۔ اور پھر وہاں سے اس کو دوسری سعید روحوں میں منتقل کرتا ہے

لا خوف علیھم ولا ھم یحزنون

یہی اعجازی قوت تھی۔ جس نے حضرت بلال رضی اللہ عنہ سے دہن مبارک سے "احد احد" کی صدا اس وقت بلند کرائی۔ جب دشمنان حق آپ کو ناقابل برداشت اذیتیں دے رہے تھے۔ یہی اعجازی قوت تھی جس نے مومنین کے ہونٹوں سے اس لمحہ میں جب ان کو نہایت بے دردی سے ذبح کیا جا رہا تھا یہ جانفزا ترانہ نکلوایا۔

فزت ورب الکعبہ

یعنی رب کعبہ کی قسم میں کامیاب ہو گیا۔ ان کے نزدیک یہی کامیابی تھی کہ ان کے پائے استقلال ایسی جانگداز گھڑی میں ڈگمگائے نہیں۔ یہ استقلال یہ استقامت اس لئے تھی۔ کہ ان کی منزل مقصود ان کی آنکھوں کے سامنے مجسم ہو گئی تھی۔ وہ اپنی آئندہ زندگی کی جنت و رضوان دیکھ رہے تھے۔ یہ کرشمہ تھا اس حکم یقین کا جو حضرت خاتم النبیین صلے اللہ علیہ وسلم کے وجود پاک کے قرب سے ان کی روحوں میں سما گیا تھا یہ رجائیت تھی

آج بھی بے شک وہی قرآن مجید موجود ہے وہی مکمل زندگی کا کوڈ جس کے متعلق خود اللہ تعالےٰ نے فرمایا ہے

الیوم اکملت لکم دینکم

وہی کلام اللہ موجود ہے۔ جس کو تمسک بہ نہیں کیا گیا ہے۔ مگر آج کیا حالت ہے ان کا حال مدیر ترجمان القرآن کی زبان سے سنیئے

"اہل یاس کا ایک بڑا گروہ ہے جو شاید دینداری کی حس بھی کچھ زیادہ ہی رکھتا ہے ایک اور ہی زاویہ نگاہ سے حالات کو دیکھتا ہے۔ اور تیزی سے مایوسی کے گڑھے کی طرف لڑھک رہا ہے۔

ہمارا اشارہ ایسے لوگوں کی طرف ہے جو قوم کی "اصل حیثیت" کے بالکل سربسر نکمے ہونے کے قائل ہیں۔ اور حالات کی اصلاح سے قطعی طور پر مایوس ہو کر عذاب کے ورود کے بالکل منتظر بیٹھے ہیں۔ ان کا استدلال یہ ہے کہ مختلف جانبیں ایک عرصہ سے دنیا کو پیغام دے رہی ہیں۔ ایک مدت سے اسلام کا لٹریچر پھیل رہا ہے۔ ہمارے سامنے ترتیب و ارتقاء موجود ہیں۔ ہزارہا مساجد سے اعلائے کلمۃ اللہ کے لئے آواز اٹھتی رہتی ہے اور پھر ان کو جو فرصتیں بھی ملی تھیں۔ اسے پورا کرنے کے لئے تقسیم کا خونین ہنگامہ ایک ہمہ گیر تنبیہ بن کے آیا ہے۔ لیکن جو قوم اس کے بعد بھی اسی حال پر قائم ہے۔ ناممکن ہے کہ اب اس کی اصلاح کی جا سکے۔ اور جس کے نظام زندگی کو اسلام کی بنیادوں پر استوار کیا جا سکے۔" (ترجمان القرآن ۳۶۵)

پھر وہ اپنی جماعت کے ان اہل یاس کے بڑے گروہ کو اس طرح سمجھاتے ہیں

"ان حضرات سے ہم چند گذارشات کرنا چاہتے ہیں اول تو آپ یہ سمجھ لیں کہ آپ کا مسلم ہی کا نہیں بلکہ نبوت سے بڑا کر کسی فرد کے لئے ہے لہٰذا آپ کا منصب یہ ہے ہی نہیں کہ آپ ایک نبی کی طرح کسی قوم و ملک کے مستقبل پر کوئی قطعی حکم لگا دیں

نبی کی ایک خصوصیت یہ ہوتی ہے کہ وہ خود خوارق کی آیات اور دلائل و شواہد کے ساتھ آتا ہے۔" (ترجمان القرآن ۳۶۶)

ان دونوں اقتباسات سے ثابت ہوتا ہے کہ مسلمانوں کی موجودہ حالت ایسے خطرناک موڑ پر آ پہنچی ہے۔ کہ ان کے مصلحین کا ایک بڑا گروہ ان کی بہبودی سے بالکل مایوس ہو چکا ہے مسلمانوں کی یہ یاس انگیز حالت ایسی ہے۔ کہ اس سے خود مقالہ نگار صاحب کو بھی مجال انکار نہیں۔ لیکن آپ ان متشککین کی ڈھارس اس طرح بندھانا چاہتے ہیں۔ کہ دیکھو تم نبی نہیں ہو۔ کہ پوری طرح پر اتمام حجت کر سکو انبیاء علیہم السلام جو فوق البشری آیات اور دلائل و شواہد کے ساتھ آتے ہیں وہ بھی تو

"از خود اتمام حجت کی آخری منزل کے آ جانے کا قطعیت سے کبھی فیصلہ نہیں کر سکے" (منہ)

تو پھر تم جو نبی نہیں ہو کیوں اتنے بے صبر ہو گئے ہو کیونکہ

"نبی کا کوئی پیرو اتمام حجت کے وہ کامل وسائل نہیں رکھتا۔ جو نبی کو اللہ کی طرف سے عطا ہوتے ہیں" (منہ)

ہم اس استدلال کو نہیں سمجھ سکے۔ آخر ایک ایسے مصلح کو جو قوم کی حالت دیکھ کر ان کی اصلاح سے مایوس ہو چکا ہو۔ اس کی ڈھارس اس منطق الیقین سے کس طرح بندھ سکتی ہے۔ کہ تم نبی نہیں ہو۔ یہ تو اور بھی اس کا دل توڑ دینے والی بات ہے اس استدلال سے تو رہے سہے ہاتھ پاؤں بھی پھول جائیں گے اور وہ سمجھے گا۔ کہ جب ہم پوری طرح اتمام حجت بھی نہیں کر سکتے۔ اور قوم وہ ہے

"جس کو چاروں طرف سے شیاطین نے گھیر رکھا ہے۔ جس کو ائمہ ضلالت پوری طرح گھیرے ہوئے ہیں جس کی صحافت الحاد و لادینی کا طوفان اٹھا رہی ہے۔ جس کے علماء نے خود دین کی حقیقت کو ان پر مشتبہ بنا رکھا ہے۔ جس کے لیڈروں نے مختلف بولیاں بول کر اسے ایک انتشار میں مبتلا کر رکھا ہے۔ جس پر سرمایہ اپنے پنجے گاڑے ہوئے ہے۔ جس پر بدید فلسفہ کا طوفان لٹریچر کی صورت میں ٹوٹ رہا ہے۔۔۔ یہاں تو ساری حالات میں اگر عمریں کھپ جائیں تو بھی نہیں کہا جا سکتا کہ شہادت حق کا حق ادا ہو گیا۔" (منہ)

تو پھر ہماری جد و جہد کا فائدہ ہی کیا۔ آخر یہ بات کہ جب اللہ تعالےٰ کا نبی جس کے اللہ تعالےٰ کی صریح امداد شامل حال ہوتی ہے۔ وہ بھی اپنی بگڑی ہوئی قوم پر اتمام حجت کی آخری منزل آ جانے کی قطعیت سے کبھی فیصلہ نہیں کر سکا تو ایک ایسے عام انسان کے لئے جس کو براہ راست اللہ تعالےٰ کی امداد حاصل نہیں کس طرح یہ بات باعث تقویت ایمان ہو سکتی ہے؟ اور کس طرح اسکو آمادہ کر سکتی ہے کہ وہ اپنی انتہائی کمزوری اور فوق البشری آیات اور دلائل و شواہد کی محرومی کے باوجود اپنی عمر اس میں کھپا دے گا۔ اسکو اپنی اس عظیم کمزوری کا جو انبیاء علیہم السلام سے اس کا امتیاز کرتی ہے احساس دلانے سے تو وہ اور بھی مایوسی کے اتھاہ سمندر میں گر جائے گا مگر ایک ایسا مصلح جو محض اپنی دانشمندی کے بھروسہ پر اصلاح اور اتمام حجت کے لئے کھڑا ہوتا ہے۔ اس کے سوا اور کر بھی کیا سکتا ہے؟ ایسے عقلی دلائل سے تو الٹے قنوطیت کا درجہ بڑھ جاتا ہے کیونکہ اس سے امید ہو بھی کیا سکتی ہے کہ ایک غرق شدہ قوم کو ابھارنے کا ان کا یہی طریق ہے۔ کہ چند معلمین خود بخود کھڑے ہو جائیں اور ایک دوسرے سے کہیں کہ تم انبیاء علیہم السلام سے بڑھ کر صبر و استقلال دکھاؤ۔ اور اس کی دلیل وہ یہ دیں کہ انبیاء علیہم السلام بھی تو جن کو اللہ تعالےٰ کی طرف سے بے پناہ تائیدی قوتیں حاصل ہوتی ہیں۔ بڑے صبر و استقلال سے کام لیتے ہیں اور ہمت نہیں ہارتے۔ اس لئے تم جنہیں کوئی ایسی تائید حاصل نہیں ہے کیوں ہمت ہارتے ہو۔ یہ استدلال کتنا مضحکہ خیز ہے

خود مقالہ نگار صاحب فرماتے ہیں

"خشک سالی جب اپنی انتہا کو پہنچ چکتی ہے تو باران رحمت کا نزول ہوتا ہے۔ . . . ."

ھو الذی ینزل الغیث من بعد ما قنطوا و ینشر رحمتہ

"وہ (اللہ) وہی ہے جو لوگوں کے مایوس ہو جانے کے بعد مینہ بھیجتا ہے اور پھر اپنی رحمت کی بارش کو ہر طرف پھیلاتا ہے" (منہ)

اس سے ہم ان مایوسین و قانطین اور خود مقالہ نگار کی خدمت میں عرض کرتے ہیں۔ کہ وہ یہ سمجھنے کی کوشش کریں۔ کہ اس باران رحمت کا نزول کس طرح ہوتا ہے کیا اس کا نزول بھی عام بارش کی طرح طبعی قوانین کے مطابق ہوتا ہے یا اس میں اللہ تعالےٰ کی وہ خاص رضا بھی شامل ہوتی ہے جو انبیاء علیہم السلام سے تعلق خاص رکھتی ہے کیا اللہ تعالےٰ کی اب وہ خاص رضا قیامت تک کے لئے رفع نسب ہو گئی ہے؟ بعض لوگ سمائی کے کنارے قریب ہو کر اس سے محروم رہ جاتے ہیں۔ یہ اس کی واضح ترین مثال ہے

اسلام اور زمین کی ملکیّت

میرے تبصرے پر فاروقی صاحب کا تبصرہ

از حضرت مرزا بشیر احمد صاحب ایم۔ اے رتن باغ لاہور

ماخوذ از آفاق ۵ ھ

(۳)

اسلام کے ابتدائی دور اور موجودہ زمانہ میں حالات کی تبدیلی کا ذکر کرنے کے بعد فاروقی صاحب نے چند سطروں میں آیت "عفو" اور مسئلہ "اکتناز" کا ذکر کیا ہے۔ لیکن چونکہ ان کا یہ بیان بہت مختصر ہے۔ میں ان کا مطلب پوری طرح سمجھ نہیں سکا۔ غالباً ان کا منشاء یہ ہے کہ قرآن شریف نے آیت قل العفو میں یہ ہدایت فرمائی ہے۔ کہ جو مال کسی شخص کی ضرورت سے زائد ہو۔ وہ اسے لازماً دوسروں کو دے دے۔ اور اسے "کنز" یعنی خزانہ بنا کر نہ رکھے۔ اگر یہی مطلب ہے تو افسوس ہے کہ فاروقی صاحب نے اس آیت کے صحیح مقصد اور اس کے سیاق و سباق اور اس کے دائرہ عمل کو نہیں سمجھا۔ یہ آیت اسلامی جنگوں کی شدت کے زمانہ میں ایسے صحابہؓ کے سوال پر نازل ہوئی تھی۔ جو اس زمانہ میں اسلام کی بھاری جنگی ضروریات اور اس کے نتیجہ میں اسلام کے نازک حالات کو دیکھتے ہوئے بے دریغ خرچ کرنے کے خواہشمند تھے۔ اس کے جواب میں آنحضرت صلے اللہ علیہ وسلم کو ہدایت دی گئی کہ "قل العفو" یعنی اے رسول اپنے صحابہؓ سے کہہ دو کہ جو مال تمہاری واجبی ضروریات سے زیادہ ہو وہ خرچ کرو۔ اور یا یہ کہ اپنے مال کا اچھا حصہ خرچ کرو۔ (کیونکہ یہ بھی عربی زبان میں عفو کے دو معنی ہیں) یعنی ایسا نہ ہو کہ ردّی اور ناکارہ حصہ الگ کر کے خدا کو دے دو۔ اب میں حیران ہوں کہ اس سے وہ استدلال کس طرح ہو سکتا ہے۔ جو فاروقی صاحب کرنا چاہتے ہیں۔ کیونکہ اول تو یہ آیت بعض صحابہؓ کے سوال کے جواب میں نازل ہوئی تھی۔ جو اپنی ضروریات کو نظر انداز کرتے ہوئے بے دریغ خرچ کرنے کے لئے بے چین تھے۔ اور پھر اس میں ہرگز کوئی جبر کا پہلو نہیں ہے۔ کہ بہرحال ہر مسلمان سے اس کا زائد مال چھین لیا جائے۔ اگر ایسا ہوتا تو آنحضرت صلے اللہ علیہ وسلم اس آیت پر عمل فرماتے ہوئے سارے مسلمانوں کا زائد مال ان سے لے لیتے۔ مگر حدیث اور تاریخ میں اس بات کا قطعاً کوئی ثبوت نہیں ملتا۔ کہ آپ نے یا آپ کے بعد خلفائے راشدینؓ نے کبھی کسی مسلمان سے اس کے ذاتی مال کا کوئی حصہ یہ کہہ کر جبراً چھینا ہو کہ یہ تمہاری ضرورت سے زیادہ ہے۔ پس خدا کے لئے آیت کے ایسے معنی نہ کرو۔ جن سے نعوذ باللہ آنحضرت صلے اللہ علیہ وسلم اور آپ کے خلفاء پر یہ اعتراض وارد ہوتا ہو کہ آپ کو ایک خدائی حکم ملا۔ اور آپ نے اس پر عمل نہیں کیا۔ باقی رہا "کنز یا اکتناز" کا سوال یعنی اپنے مال کو بند ذخیرہ کی صورت میں دبا کر رکھنا اور اس میں سے کچھ خرچ نہ کرنا سو یہ حقیقتاً اسلامی روح کے خلاف ہے۔ اور اسی لئے جیسا کہ میں آگے چل کر لکھوں گا۔ اسلام نے کنوز پر بھاری ٹیکس لگا کر اس قارونی روح کو کچلنے کی کوشش کی ہے۔ مگر محترمی فاروقی صاحب اس سے اس بات کا جواز کہاں سے نکلا کہ زمینداروں کی زمینیں چھین کر کاشتکاروں کو دے دو۔ آخر ایک تعلیم یافتہ انسان کو مناظرہ کے جوش میں کوئی بے جوڑ بات تو نہیں کہنی چاہیئے۔

پھر فاروقی صاحب میرے تبصرے پر تبصرہ کرتے ہوئے فرماتے ہیں کہ تبصرہ نگار نے (یعنی میں نے) مصنف (یعنی حضرت امام جماعت احمدیہ) کے استدلالات کا اس طرح ذکر کیا ہے کہ گویا وہ نصوص صریحہ ہیں۔ حالانکہ قرآنی آیات اور ان کی تاویل و تفسیر دو مختلف چیزیں ہیں۔" اس کے جواب میں میں اس کے سوا کیا عرض کر سکتا ہوں کہ انا للہ وانا الیہ راجعون۔ میں نے حضرت امام جماعت احمدیہ کے استدلالات کو قطع نظر اس کے کہ میرا ذاتی عقیدہ ان کے متعلق کیا ہے ہرگز نصوص صریحہ کے طور پر پیش نہیں کیا۔ اگر میں نے ایسا کیا ہے تو فاروقی صاحب میرے وہ الفاظ پیش فرمائیں۔ جہاں میں نے ایسا دعوے کیا ہے۔ پھر خود بخود اس اعتراض کی حقیقت کھل جائے گی۔ میں نے تو فاروقی صاحب کے واسطے بھی اسی طرح استدلال کا رستہ کھلا رکھا ہے۔ جس طرح کہ وہ ہمارے لئے یا زید اور بکر و عمر کے لئے کھلا ہے۔ اگر فاروقی صاحب بھول گئے ہوں تو میرے ان الفاظ کو پھر ملاحظہ فرمائیں۔ کہ "آپ بے شک قرآن و حدیث کی ہر معقول تشریح کا حق رکھتے ہیں۔ آپ اسلامی شریعت کے لچکدار حصہ کو موجودہ زمانہ کی ضروریات کے مطابق حکیمانہ صورت میں پیش کرنے کے بھی مجاز ہیں ...... بے شک آپ کے پاس کوئی اور دلائل ہیں تو انہیں پیش کیجئے۔ یا اگر موجودہ حوالوں کی کوئی اور تشریح ہے تو وہ دنیا کے سامنے رکھیئے۔" کیا ان الفاظ کا لکھنے والا اس جرم کا مستوجب سمجھا جا سکتا ہے۔ کہ اس نے کسی شخص کے استدلالات کو (نہ کہ اصل حوالہ جات کو) نصوص صریحہ قرار دیا ہے؟ محترم فاروقی صاحب! بے شک آپ جس طرح چاہیں تنقید کریں۔ مگر خدارا اپنی تنقید میں انصاف کے دامن کو تو ہاتھ سے نہ چھوڑیں۔

اسی ضمن میں فاروقی صاحب کو یہ شکوہ ہے کہ حضرت امام جماعت احمدیہ نے مزارعت کے مسئلہ میں حضرت امام ابو حنیفہؒ کی رائے سے اختلاف کیا ہے۔ مجھے علم نہیں کہ فاروقی صاحب کا امام ابو حنیفہؒ کے متعلق کیا عقیدہ ہے۔ لیکن یقیناً وہ امام صاحب موصوف کو نبی اللہ اور مامور من اللہ خیال نہیں فرماتے ہوں گے۔ تو جب وہ نبی اور مامور نہیں تھے۔ تو کسی فقہی عقیدہ میں ان سے اختلاف کرنا ہرگز گناہ کی بات نہیں۔ خصوصاً جبکہ یہ وہ مسئلہ ہے۔ جس میں خود امام صاحب کے شاگرد رشید امام ابو یوسفؒ نے بھی ان سے اختلاف کیا ہے۔ بہرحال اگر فقہی مسائل میں امام ابو حنیفہؒ امام مالکؒ سے اختلاف کر سکتے ہیں۔ اور امام شافعیؒ امام ابو حنیفہؒ سے اختلاف کر سکتے ہیں۔ اور امام احمد بن حنبلؒ امام شافعیؒ سے اختلاف کر سکتے ہیں۔ اور سب سے بڑی بات یہ ہے۔ کہ اگر خود امام ابو حنیفہؒ کے وہ شاگرد جنہوں نے برسوں ان کے سامنے زانوئے تلمذ طے کر کے استفاضہ کیا (یعنی امام محمدؒ اور امام ابو یوسفؒ) اپنے استاد کے بیسیوں فقہی فتووں سے اختلاف کر سکتے ہیں (جس کی مثالیں فقہ کی کتابوں میں بھری پڑی ہیں) تو اگر کسی اور نے قرآن و حدیث کے حوالوں کی بناء پر ان کے کسی فقہی مسئلہ میں اختلاف کا اظہار کیا۔ تو یہ ہرگز کوئی قابل اعتراض بات نہیں۔ بلکہ اختلاف امتی رحمۃ کی ایک دلچسپ مثال سمجھی جائیگی بے شک امام ابو حنیفہؒ نے بٹائی والی مزارعت (یعنی زمینداری کے طریق پر کسی دوسرے سے اپنی زمین بٹائی پر کاشت کرانے) کو جائز قرار نہیں دیا۔ لیکن ان کے شاگرد امام ابو یوسفؒ نے اسے جائز قرار دیا ہے۔ اور کروڑوں حنفی صاحبان اس معاملہ میں امام ابو یوسفؒ کے فتوےٰ پر عمل کرتے رہے ہیں۔ بلکہ حق یہ ہے کہ اس مسئلہ میں حنفیوں کا عملی مسلک ہمیشہ امام ابو یوسفؒ کے خیال کے مطابق ہی رہا ہے۔ اور ان سے قبل آنحضرت صلے اللہ علیہ وسلم اور خلفائے راشدینؓ اور صحابہ کرامؓ کا بھی اسی کے مطابق عمل تھا۔ تو پھر حضرت امام جماعت احمدیہ کے اس علمی اختلاف کو کس طرح قابل اعتراض قرار دیا جا سکتا ہے۔ خصوصاً جبکہ آپ کا یہ اختلاف قرآن و حدیث کے واضح حوالوں اور آنحضرت صلے اللہ علیہ وسلم اور خلافت راشدہ کے مبارک اسوہ پر (جو اصل بنیادی چیز ہے) مبنی ہے۔ جن میں سے کئی حوالے "اسلام اور زمین کی ملکیت" میں پیش کئے جا چکے ہیں۔ اور اس جگہ ان کے اعادہ کی ضرورت نہیں۔

اس کے بعد فاروقی صاحب یہ جرح فرماتے ہیں کہ گویا میں نے موجودہ اقتصادی حالات کی اصلاح کو "محض بھاری ٹیکسوں کے اندر محصور کر دیا ہے ...... حالانکہ غرباء کی امداد محض ٹیکسوں سے نہیں ہو سکتی۔" اگر میں بار بار اس بات کو دہراؤں کہ فاروقی صاحب میرے وہ الفاظ پیش فرمائیں جن میں میں نے اصلاح کے سوال کو "محض بھاری ٹیکسوں" کے اندر محصور کیا ہے۔ تو یہ ایک ناگوار صورت ہو جائے گی۔ اس لئے صرف اس قدر عرض کرتا ہوں کہ میں نے ایسا ہرگز نہیں لکھا۔ اور میں ایسا لکھ بھی کیسے سکتا تھا۔ جبکہ میں نے اپنے اس مضمون میں خود "طوعی قربانی اور قانون ورثہ اور سود کی حرمت وغیرہ" کا بھی ذکر کیا ہے۔ اور ساتھ ہی یہ بھی لکھ دیا تھا۔ کہ "اس جگہ میرا مقصد اسلام کے اقتصادی نظام کی تشریح پیش کرنا نہیں بلکہ صرف اس نظام کے فلسفہ اور حکمت کی طرف اشارہ کرنا اصل مقصد ہے۔ اور وہ بھی صرف اصول کی حد تک" پس جبکہ میرے اس مضمون کا موضوع اسلام کے اقتصادی نظام کی تشریح پیش کرنا تھا ہی نہیں۔ تو پھر فاروقی صاحب کا یہ دعوےٰ کہاں تک درست سمجھا جا سکتا ہے۔ کہ میں نے اقتصادی حالات کی اصلاح کو محض ٹیکسوں کے اندر محصور کر دیا ہے۔ میرا عقیدہ تو فی الحقیقت یہ ہے کہ بعض باتیں جنہیں نقص قرار دیا جاتا ہے۔ وہ دراصل نقص ہی نہیں۔ اور بعض

ماحول کے تاثرات نے اپنی نقص کی صورت میں پیش کر رکھا ہے۔ اور بعض باتیں واقعی قابل اصلاح ہیں۔ مگر یہ باتیں اسلام کی تعلیم سے تعلق نہیں رکھتیں۔ بلکہ مسلمانوں کے موجودہ عمل سے تعلق رکھتی ہیں۔ اور پھر یہ باتیں کسی ایک میدان کے اندر محصور نہیں بلکہ بہت سے میدانوں میں پھیلی ہوئی ہیں۔ اور ان میدانوں کا مرکزی نقطہ بہر حال موجودہ مسلمانوں کے دل اور مسلمانوں کے جوارح ہیں۔ فافھم وتدبّر۔

بالآخر فاروقی صاحب تحریر فرماتے ہیں۔ کہ اس وقت جبکہ ایک طرف عام بے چینی اور عام غربت کی حالت پائی جاتی ہے۔ اور دوسری طرف ایک طبقہ بے پناہ دولت کا مالک بنا بیٹھا ہے۔ تو کیا ایسے حالات میں بھی حکومت امیروں کی دولت پر ہاتھ ڈال کر اسے غریبوں کی فلاح و بہبود میں استعمال نہیں کر سکتی؟ اس کے جواب میں یاد رکھنا چاہیئے۔ کہ بے شک حکومت ایک طرف جمہور کی ... کی طرف سے اسے حکومت کا حق پہنچتا ہے) اور دوسری طرف ایک رنگ میں خدا کی (جو دنیا کا اصل مالک و آقا ہے) نمائندہ ہے اور اسے ملک و قوم کے عام حالات اور خاص حالات دونوں میں متعدد اختیارات حاصل ہیں۔ مگر یہ اختیارات بہر حال غیر محدود نہیں۔ بلکہ بعض بنیادی شرائط کے ساتھ مشروط ہیں مثلاً

(۱) ایک ایسی حکومت جو اپنی مسلمان رعایا میں اسلامی ضابطۂ نظام کو قائم کرنے کی مدعی ہو۔ کوئی ایسا قدم نہیں اٹھا سکتی۔ جو اسلام کی کسی ثابت شدہ اصولی تعلیم کے خلاف ہو۔ اور انفرادی ملکیت کا اصول یقیناً اسلام میں ایک ثابت شدہ حقیقت ہے۔ پس سوائے ایسی استثنائی صورتوں کے کہ جب کسی رفاہِ عام کے کام کے لئے کسی انفرادی حق کو لینے کی حقیقی ضرورت پیش آجائے (مثلاً کسی پبلک رستہ یا ہسپتال یا سرائے یا چوک وغیرہ کی تعمیر) وہ کسی فرد سے اسکی جائز حقیت کو اسکی مرضی کے بغیر نہیں لے سکتی

(۲) اگر اوپر کی قسم کے استثنائی حالات میں بھی حکومت کسی شخص کی ذاتی جائیداد اس سے لے گی۔ تو اسے اس کا مناسب معاوضہ دینا ہوگا۔

(۳) قحط کی صورت میں جبکہ ایک طبقہ خوراک کی کمی کی وجہ سے فاقہ کی حد تک پہنچ رہا ہو۔ اور دوسرے کے پاس اسکی اقل کی ضرورت سے زیادہ خوراک موجود ہو۔ تو حکومت مؤخر الذکر طبقہ کے ذخائر سے ضروری حصہ لے کر مقدم الذکر طبقہ میں تقسیم کر سکتی ہے۔ ان حالات میں مؤخر الذکر طبقہ سے توقع کی جاتی ہے۔ کہ اگر اس کے لئے ممکن ہو۔ تو وہ اپنی خوشی سے اپنا زائد حصہ دیدے۔ ورنہ حکومت مناسب قیمت ادا کر کے جبراً لے سکتی ہے۔ اسی طرح اگر کوئی فوجی یا قومی پارٹی سفر پر ہو۔ اور رستہ میں اس کا زادِ راہ ختم ہو جائے۔ تو اسے بھی اپنی اقل ضرورت کے مطابق اہل علاقہ سے اپنی خوراک حاصل کرنے کا حق ہے۔ خواہ اس کے لئے جبر کرنا پڑے۔ مگر مناسب قیمت بہر حال ادا کرنی ہوگی۔ سوائے اس کے کہ اہل علاقہ اپنی خوشی سے بلا قیمت دے دیں۔

(۴) اگر کسی افسر نے کوئی اراضی وغیرہ کسی شخص کو ناجائز طور پر دے دی ہو۔ تو اس کے بالا افسر کو یا اگر وہ خود بالا افسر ہے۔ تو اس کے بعد اس کے جانشین کو اس شخص سے یہ اراضی وغیرہ واپس لے لینے کا اختیار ہے۔ جیسا کہ تاریخ سے ثابت ہے۔ کہ حضرت عمر بن عبد العزیز رضی اللہ عنہ نے اپنے سے پہلے کے اموی خلفاء کے ناجائز عطیات کو واپس لے لیا تھا۔

(۵) حضرت امام جماعت احمدیہ نے اپنی تصنیف میں جاگیرداریوں کو بھی ناجائز قرار دیا ہے۔ اور ان کی واپسی کو جائز۔ بلکہ ضروری۔ جاگیرداری سے مراد یہ ہے۔ کہ حکومت کسی قطعہ اراضی کے متعلق وہ سرکاری معاملہ یا ٹیکس جو حکومت کا حق ہے۔ مالک زمین کو دیدے۔ یا کسی اور شخص کی طرف منتقل کر دے۔ ہمارے ملک میں اسکی مثالیں کثرت سے پائی جاتی ہیں۔ اور جاگیرداری زمینداری سے ایک جداگانہ چیز ہے۔

یہ سب صورتیں جو اوپر کے پانچ فقرات میں بیان کی گئی ہیں۔ جائز اور واجبی ہیں۔ مگر ان مسنون اور جائز رستوں کو چھوڑ کر یونہی کسی شخص کی ذاتی جائیداد اس سے چھین لینا کسی طرح جائز نہیں۔ اور یقیناً اسلام افراد کے خلاف حکومت کے ظلم کے ہاتھ کو بھی اسی طرح روکتا ہے۔ جس طرح کہ ایک فرد کے خلاف دوسرے فرد کے ظلم کو روکتا ہے۔

اب سوال یہ رہ جاتا ہے۔ کہ دولت کو مناسب رنگ میں سمونے کے لئے اسلام کیا انتظام پیش فرماتا ہے۔ سو گو یہ میرے اس محدود مضمون کا حصہ نہیں۔ مگر مختصر طور پر بعض باتیں عرض کئے دیتا ہوں کہ:

(اول) اسلام نے ورثہ کا ایک نہایت حکیمانہ اور تفصیلی قانون جاری فرمایا ہے۔ جس کی رو سے ہر مرنے والے کا ترکہ اس کے تمام قریبی رشتہ داروں میں (مرد و زن لڑکے لڑکیاں۔ ماں باپ اور بعض صورتوں میں بھائیوں۔ بہنوں اور دیگر قریبی رشتہ داروں میں) مناسب طریق پر تقسیم ہو جاتا ہے۔ اور اگر اس قانون ورثہ پر پوری طرح عمل کیا جائے تو ملکی دولت لازماً ساتھ ساتھ تقسیم ہوتی چلی جاتی ہے۔ اور بڑی بڑی جائیدادوں کا وجود قائم نہیں رہ سکتا۔ لیکن افسوس ہے۔ کہ اور تو اور خود مسلمانوں نے اس قانون کی زد سے بچنے کے لئے کئی قسم کے حیلے بنا رکھے ہیں۔ بے شک اب ورثہ کے متعلق نیا قانون جاری ہو گیا ہے۔ لیکن سنا جاتا ہے۔ کہ اس میں بھی عملاً رخنے پیدا کئے جا رہے ہیں۔ اور بہر حال اس کا نیک نتیجہ کچھ وقت لیکر ہی ظاہر ہوگا۔ ورثہ کے علاوہ اسلام نے ہر شخص کو ایک تہائی جائیداد کی وصیت کا بھی حق دیا ہے۔ جس کی وجہ سے نیک جذبات والے لوگ اپنے ترکہ کو مزید مستحقین میں تقسیم کرنے کا موقعہ پا سکتے ہیں۔ اور ایسی وصیت میں ورثاء کا حق تسلیم نہیں کیا گیا۔ بہر حال اسلام کا قانون ورثہ بھی دولت کو سمونے کا ایک بھاری ذریعہ ہے۔ بے شک اس سے امیروں کی دولت کا حصہ غریبوں کو تو نہیں پہنچتا (سوائے اس کے کہ کوئی وارث ہی غریب ہو۔ یا وصیت کے طریق پر غریبوں کو فائدہ پہنچایا جائے) لیکن غریبوں اور امیروں کی دولت کے درمیان نسبتی فرق میں ضرور کمی پیدا ہوتی ہے۔ اور ظاہر ہے۔ کہ بے اطمینانی پیدا کرنے میں زیادہ دخل نسبتی فرق کا ہی ہوا کرتا ہے۔

(دوم) دولت کے سمونے کا دوسرا ذریعہ زکوٰۃ کا نظام ہے۔ جو حالات کے اختلاف سے اڑھائی فیصدی سے لے کر بیس فی صدی تک کی شرح کے حساب سے امیروں کی دولت پر لگائی جاتی ہے۔ اور اس جبری ٹیکس میں جس کا وصول کرنا حکومت کا کام ہے۔ پہلا اور مقدم حق غریبوں کی پابحالی کا مقرر کیا گیا ہے۔ حتیٰ کہ آنحضرت صلے اللہ علیہ وآلہٖ وسلم زکوٰۃ کے متعلق فرماتے ہیں کہ:-

توخذ من اغنیاءھم وترد الی فقراءھم

"یعنی زکوٰۃ وہ ٹیکس ہے۔ جو امیروں کی دولت سے کاٹ کر غریبوں کی طرف لوٹانے کے لئے مقرر کیا گیا ہے"

اس تعلق میں یہ بات خاص طور پر قابل ذکر ہے۔ کہ زکوٰۃ کا ٹیکس صرف منافع پر ہی نہیں لگتا۔ بلکہ سرمایہ پر بھی لگتا ہے۔ اور اس لئے اس کے ذریعہ دولت کو سمونے کا ایک موثر ذریعہ قائم کر دیا گیا ہے۔ اور یہ جو بیس فی صدی کی بھاری شرح مقرر کی گئی ہے۔ یہ ان اموال پر ہے۔ جو بند ذخیروں کی صورت میں رکھے جاتے ہیں۔ اور اس بھاری شرح میں حکمت یہ ہے۔ کہ یا تو ان اموال کو صنعت و تجارت وغیرہ میں لگا کر بالواسطہ طور پر غریبوں کو فائدہ پہنچاؤ۔ ورنہ اس مال کے جلد ختم ہو جانے کے لئے تیار رہو۔ زکوٰۃ کے مصرف میں ایک بات یہ بھی داخل کی گئی ہے۔ کہ اس میں سے ان لوگوں کی امداد کی جائے۔ جو کوئی ہنر تو رکھتے ہیں۔ مگر اس ہنر کو استعمال کرنے کے لئے مناسب ذرائع نہیں رکھتے۔ اس طرح اس انتظام کے ذریعہ چھوٹے چھوٹے کارخانوں اور کاٹیج انڈسٹری کی ترقی کا رستہ بھی کھولا گیا ہے۔ پھر زکوٰۃ کے مخصوص جبری ٹیکس کے علاوہ وہ عام تحریک جو غریبوں کی امداد کے لئے صدقات وغیرہ کی صورت میں اسلام نے جاری کی ہے۔ وہ مزید براں ہے۔ اور اس تحریک کی شدت کا اندازہ اس بات سے ہو سکتا ہے کہ رمضان کے متعلق جو غریبوں کی خاص ضرورت کا زمانہ ہوتا ہے۔ آنحضرت صلے اللہ علیہ وآلہٖ وسلم کے متعلق حدیث میں آتا ہے۔ کہ آپ کا دستِ مبارک غریبوں کی امداد میں اس طرح چلتا تھا۔ کہ گویا وہ ایک تیز آندھی ہے۔ جو کسی روک کو خیال میں نہیں لاتی۔

(سوم) اسلام نے سود کی ممانعت کر کے بھی دولت کو مناسب طور پر سمونے کا انتظام فرمایا ہے کیونکہ سود وہ لعنت ہے۔ جس کے ذریعہ لوگ بڑے بڑے انفرادی سرمائے پیدا کر کے چھوٹی تجارتوں کو تباہ کر دیتے ہیں۔ اور یا پھر سرمایہ دار لوگ گھروں میں بیٹھے بیٹھے عوام الناس کا خون چوستے رہتے ہیں۔ اسلام نے سود کو حرام قرار دے کر امیروں کو مجبور کیا ہے۔ کہ وہ اپنے مالوں کو کھلے بازار میں لا کر صنعت و تجارت میں لگائیں اور اگر کسی بھائی کو قرض دیں۔ تو یا تو قرض حسنہ کے طور پر دیں۔ یا واجبی کفالت کی صورت میں رہن کا طریق اختیار کریں۔ اور یا پھر کھلی تجارت میں کسی کے ساتھ شرکت کی صورت کو قبول کریں۔ اسی طرح اسلام میں جوا بھی منع قرار دیا گیا ہے۔ کیونکہ وہ بھی دولت کی ناواجب تقسیم کا ایک ناپاک ذریعہ ہے۔

(چہارم) اسلام نے حکومت کا یہ فرض بھی قرار دیا ہے۔ کہ جو لوگ کسی حقیقی معذوری یا بیماری یا زیادتی عمر کی وجہ سے کمانے کے قابل نہیں۔ ان کی واجبی ضرورتوں کا انتظام حکومت کرے۔ اور اگر اس غرض کے لئے اس کے عام محاصل کافی نہ ہوں۔ تو وہ اس کے لئے امیروں کی آمدن پر مزید ٹیکس بھی لگا سکتی ہے۔

(پنجم) حکومت کے لئے یہ رستہ بھی کھلا ہے۔ کہ وہ افتادہ سرکاری زمینوں کو (جن کی کمی نہیں) مناسب طور پر غریب اور محنتی کاشتکاروں میں تقسیم کر کے ان کی خوشحالی کا دروازہ کھولے۔ اور یقیناً جو حکومت مستحق غریبوں کو چھوڑ کر سرکاری زمینیں امیروں میں تقسیم کر دیتی ہے۔ وہ ایک غیر اسلامی طریق کی مرتکب ہوتی ہے۔

(ششم) حکومت کو میرے خیال میں خاص حالات کے ماتحت یہ حق بھی حاصل ہے۔ کہ اگر ضروری خیال کرے۔ تو کاشتکاروں کے لئے زمینداروں کی زمین کی آمد میں موجودہ حصہ سے زیادہ شرح مقرر کر دے۔ اس وقت موجودہ کاشتکار کسی جگہ تہائی اور کسی جگہ نصف حصہ لیتا ہے۔ اور بعض خاص قسم کی فصلوں میں ... حصہ بھی لیتا ہے۔ مگر حدیث سے پتہ لگتا ہے۔ کہ اس شرح میں باہم رضامندی سے کمی بیشی ہو سکتی ہے۔ اور کوئی وجہ نہیں کہ خاص حالات میں حکومت کو بھی اس معاملہ میں دخل دینے کا حق حاصل نہ ہو۔ اور بہر حال وقتی حالات کے ماتحت کاشتکاروں کے حق میں شرح کی اقل حد مقرر کرنے پر کوئی اعتراض نہیں ہو سکتا۔ اسی طرح حکومت اس قسم کا قانون بھی بنا سکتی ہے۔ جس میں کاشتکاروں کو اپنی تیار کی ہوئی زمینوں میں معقول عرصہ تک بے روک ٹوک بیٹھے رہنے کی تسلی حاصل ہو جائے۔

دھتکاریں، حکومت کا یہ بھی فرض ہے۔ اور یہ ایک نہایت ضروری فرض ہے۔ کہ وہ کم تنخواہ والے لوگوں اور مزدوروں کی اجرت میں مناسب اضافہ کر کے انہیں ایک باوقار اور شریفانہ زندگی گزارنے کے قابل بنا سکے۔ موجودہ حالات میں یقیناً تنخواہوں کا تفاوت بہت معیوب صورت اختیار کئے ہوئے ہے۔ اسلامی فوجوں میں (جو ابتدائی زمانہ میں سب سے بڑی پبلک سروس تھی) سپاہیوں اور افسروں کے درمیان اس حد تک کا ناگوار فرق ہرگز نہیں ہوتا تھا۔

یہ سب طریقے ایک طرف امیروں کی دولت کو کنٹرول کرنے اور دوسری طرف غریبوں کی بہتری اور ان کے قلبی اطمینان کو بڑھانے کے لئے مقرر کئے گئے ہیں اور یقیناً اگر ہماری حکومت ان طریقوں پر پوری پوری توجہ دے اور دوسری طرف امیر لوگ موجودہ تمدنی دور جو کہ باقی خلیج کو جو تباہ کن حد تک پہنچی ہوئی ہے کم کر کے اسلامی اخوت کی روح کا اظہار کریں یعنی غریبوں سے بھائیوں کی طرح ملیں۔ انہیں اپنی دعوتوں میں بلائیں اور ان کی غریبانہ دعوتوں کو قبول کرنے میں ہتک محسوس نہ کریں (یہ حدیث کے الفاظ ہیں) ان کی ضرورتوں کا خیال رکھیں۔ ان کے سامنے فرعونی انداز اختیار نہ کریں بلکہ رسول کریمؐ کا نمونہ پیش کریں جو ایک بوڑھی عورت کو اپنے سامنے ڈر سے کانپتے ہوئے دیکھ کر اس کی طرف یہ محبت کے الفاظ کہتے ہوئے بڑھے تھے کہ "اماں ڈرو نہیں، ڈرو نہیں، میں کوئی بادشاہ نہیں ہوں بلکہ میں بھی تمہاری طرح کا انسان ہوں" تو — روح اگر یہ ہو اور نظام اسلام کا ہو — تو جائدادوں کے انفرادی حق کو باطل کرنے اور کسی فرد کی ذاتی جائداد کو جبراً چھیننے کے بغیر سوسائٹی میں امن اور خوشحالی کا دور دورہ قائم ہو سکتا ہے اور اس بات کی ہرگز ضرورت پیدا نہیں ہوتی کہ ہم اسلام کے مقدس دامن کو اشتراکیت کے ناپاک ہاتھوں کے سامنے پھیلا کر اس نظام کو اختیار کریں جو سرمایہ داری کی لعنت کی طرح دوسری انتہا کی تباہی کا علم بردار ہے۔ بس اس کے بعد میں فاروقی صاحب کے جواب میں کوئی اور بات عرض نہیں کروں گا۔ وما علینا الا البلاغ۔

خاکسار مرزا بشیر احمد رتن باغ لاہور

ہر ذی استطاعت احمدی کا فرض ہے۔ کہ الفضل خود خرید کر پڑھے۔ اور زیادہ سے زیادہ اپنے غیر احمدی دوستوں کو پڑھنے کے لئے دے۔

عربی زبان اور اسکی ترویج و اشاعت

(از مکرم شیخ غلام مجتبیٰ صاحب احمدی — کوئٹہ)

الناس علیٰ دین ملوکہم کے مطابق برطانوی عہد میں مسلمانوں نے اپنی مذہبی اور نہایت آسان زبان عربی سے جس قدر بے رخی اور بے اعتنائی کا برتاؤ کیا ہے۔ اس کو دیکھ کر سر ندامت سے جھک جاتا ہے۔ اگرچہ انگریزوں کی اس کارروائی میں اپنی قومی برتری اور سلطنت کو مضبوط کرنے کی غرض پنہاں تھی۔ لیکن عربی زبان کی ہمہ گیری اور مقبولیت و خصوصیات کی تعریف یورپین مستشرقین بھی کئے بغیر نہیں رہ سکے۔ یورپ کے مشہور اہل زبان نے متعدد عربی کتب کے تراجم انگریزی اور یورپ کی دیگر مشہور زبانوں میں کئے ہیں۔ اور ان کی رائے ہے۔ کہ عربی علم ادب کی برتری آج بھی اسی طرح مسلّم ہے جس طرح آج سے ڈیڑھ ہزار سال قبل تھی۔ اہل عرب جو بادیہ نشین اور خانہ بدوش تھے۔ قسام ازل سے ایسی عجیب و غریب طبائع لیکر آئے تھے۔ جن پر عقل انسانی دنگ رہ جاتی ہے۔ وہ عرب جو ریگستان کہلاتا ہے۔ اس کے خانہ بدوش باشندے فی البدیہہ شعر گوئی اور سخن دانی میں ایسا ملکہ رکھتے تھے۔ کہ ایک وقت میں کئی کئی ہزار اشعار اور طویل ترین خطبہ جو فصاحت و بلاغت کی جان ہوتا تھا۔ بیان کر دینا ان کے لئے عام بات تھی۔ وہ لوگ اپنے قصائد و خطبات میں ایسی نادر تشبیہات اور استعارات لاتے تھے۔ جن کی مثال دنیا کی کسی زبان میں نہیں ملتی۔ جنگ و جدل۔ حسن و عشق اور مدح و ہجو یہ تین موضوع زمانہ جاہلیت کے کلام میں ممتاز نظر آتے ہیں۔ بعدہٗ اسلام کا مبارک دور آنے پر کلام عرب کا رخ اسلامیات کی طرف منتقل ہو گیا۔ اور یہ زمانہ عربی زبان کے لئے نہایت مفید ثابت ہوا۔ اس زمانہ کے شعراء اور نثار نے بانی اسلام آنحضرت صلے اللہ علیہ وآلہ وسلم اور آپ کے جاں نثار صحابہ رضوان اللہ علیہم اجمعین کے حالات کو ایسے پُر تاثیر بیان سے مرصع کیا ہے۔ کہ انسان عش عش کر اٹھتا ہے۔ عرب شاعری اور نثر نگاری کی انتہا خلافت عباسیہ میں ہوئی۔ ہارون الرشید کا دربار علماء و شعراء کا مرجع تھا۔ اور اس کے وقت میں علم کا دریا ٹھاٹھیں مار رہا تھا۔

خلفاء عباسیہ کے زمانہ میں ہر کوئی شاعری اور نثر نگاری سے واسطہ رکھتا تھا۔ اور وہ لوگ روزمرہ کی بول چال اشعار اور فصیح و بلیغ مضمونوں میں ادا کرتے تھے۔ مقامات حریری دیوان متنبی اور حماسہ وغیرہ وہ ادبی ہیں جن کی برتری ابی زمانہ یورپین مستشرقین تسلیم کرتے ہیں۔

اسی وقت کی یادگاریں خلفاء عباسیہ کے زمانہ میں ہی منکرین اسلام اور ملحدین کے اعتراضات کے جوابات مناظرہ کی صورت میں دیئے جاتے تھے۔ عباسی خلفاء نے صرف مسلمان علماء ہی کی سرپرستی نہیں کی۔ بلکہ یہودی۔ پارسی۔ ہنود اور دہریہ۔ مجوسی علماء کو مسلمان علماء کے ساتھ جگہ ملتی تھی۔ اور بوقت مناظرہ ان کو عام اجازت تھی۔ کہ وہ جو اعتراض اسلام کے اصول پر کر سکتے ہیں۔ بلا خوف و خطر بیان کریں۔ تا مسلمان علماء ان اعتراضات کا جواب شافی و کافی دے کر ان کی تسلی کر سکیں۔ چنانچہ علم کلام کی سب سے زیادہ ترقی خلفاء عباسیہ کے عہد میں ہی ہوئی۔

عربی زبان کی ضرب الامثال اپنے اندر وہ مطالب پنہاں رکھتی ہیں۔ جن سے عقل انسانی دنگ رہ جاتی ہے۔ پھر عربی الفاظ مختصر لیکن مطالب و معانی میں بحر بے کنار ہوتے ہیں۔ علاوہ ازیں عربی زبان میں ایک ایک چیز کے سینکڑوں نام ہیں۔ تلوار کے ایک ہزار۔ اونٹ کے سات سو۔ شراب کے سات سو اور ہر چیز کا دوسرا نام اسکی دوسری قسم کے مطابق ہوگا۔ اسی لئے اس زمانہ کے عظیم الشان مصلح حضرت سلطان القلم نے عربی زبان کو ام الالسنہ قرار دیا ہے۔ ہمارا دعویٰ ہے۔ کہ عربی زبان سے ہی دوسری زبانوں کے دھارے پھوٹتے ہیں۔ اسی لئے عربی زبان میں خدا کا آخری کلام نازل ہوا ہے۔ اگر عربی زبان میں یہ صلاحیت نہ ہوتی۔ کہ دوسری زبانیں اسکی خوشہ چیں نہ ہوتیں۔ تو قرآن مجید جو ہر اسود و احمر اور اولین و آخرین کے لئے ضابطہ حیات قرار دیا گیا ہے۔ کبھی بھی عربی زبان میں نازل نہ ہوتا۔

عربی زبان کی ایک بڑی خصوصیت اس کا عام فہم اور با ترتیب و قافیہ ہونا ہے۔ دنیا میں جس قدر بھی الہامی کتب موجود ہیں۔ ان میں صرف اور صرف قرآن مجید ہی ایک ایسی کتاب ہے۔ جو آسانی سے حفظ کی جا سکتی ہے۔ توریت و انجیل کو یاد کرنے والے معدودے چند آدمی شاید ہوں گے۔ لیکن قرآن مجید کو حفظ کرنے والے ہر زمانہ اور ہر وقت ان گنت تعداد میں موجود رہے ہیں۔ قرآن مجید کو صحیح اور ترتیل کے ساتھ تلاوت کرنے سے سامعین کو وجد اور لطف آتا ہے۔ اور اس کے مطالب کے اثر سے پتھر سے پتھر دل بھی موم ہو جاتے ہیں۔

عربی زبان کی [illegible] کو مکمل کہنا انگریزی زمانہ کی یادگار ہے۔ عربی زبان کی صرف و نحو چند قواعد پر مشتمل ہے۔ جن کو انسانی ذہن میں مستحضر رکھ کر روزمرہ کی بول چال میں غلطیوں سے بچ سکتا ہے۔ صرف و نحو دگرامر کے علاوہ کسی زبان کے حصول کے لئے اس کا کثرت استعمال لازمی ہے زیر و زبر کی لغزش سے عرب لوگ بھی مبرا نہیں ہیں۔ اب جبکہ ربع مسکون پر مسلمانوں کی سب سے بڑی مملکت کا ظہور ہوا ہے۔ ہم سب کے لئے تبرکاً اور تیمناً زبان عربی کی ترویج و اشاعت اور تحصیل میں کوشاں ہونا باعث فخر اور خیر و برکت ہے۔

آج یورپ کو اپنے علوم پر ناز ہے۔ لیکن اسے یاد نہیں۔ یہ سب علوم عربی سے مستفاد ہیں۔ ریاضی۔ جغرافیہ۔ الجبرا۔ تاریخ و تمدن وغیرہ یہ سب علوم اہل عرب اور مسلمانوں کی اختراعات میں سے ہیں۔ یورپ اس وقت قبائل میں تقسیم تھا۔ جبکہ مسلمانوں کا قدم ایک طرف مغرب اقصیٰ یعنی سپین تک اور دوسری طرف مشرق اقصیٰ یعنی چین تک پہنچ چکا تھا۔

ایک لمبے عرصہ کی غلامی کی وجہ سے ہمارے ذہن اپنے شاندار ماضی اور تاریخ سے بالکل غافل ہیں۔ اور ہم اپنے فرنگی آقاؤں کی ناز برداری کی وجہ سے اپنی تہذیب و تمدن اور شاندار ترقی کو فراموش کر چکے ہیں۔

بالآخر ہماری رائے یہی ہے کہ قومی ترقی اور مذہبی دلچسپی کے لئے مسلمان من حیث القوم عربی زبان کی تحصیل کو لازم قرار دیں۔ مسلمان بچوں کو چھوٹی عمر سے ہی عربی زبان سے لگاؤ پیدا کرنے کی کوشش کرنا چاہیئے۔ اور بڑی عمر کے لوگوں کو بھی عربی زبان کی تحصیل میں کوشاں ہونا چاہیئے۔ کیونکہ ہمارے لئے اسی میں برکت و فلاح کا راز مضمر ہے۔ خداوند کریم سے دعا ہے۔ کہ وہ سب مسلمانوں کو اس امر کی توفیق رفیق فرماویں۔

درخواست دعا

کیپٹن محمد حسین صاحب چیمہ کا فرزند سلطان احمد بعمر ۱۲ سال موٹر سائیکل کے حادثہ کے باعث ملٹری ہسپتال ایبٹ آباد میں زیر علاج ہے۔ احباب دعائے صحت فرمائیں۔

نیا ریلوے ٹائم ٹیبل اور باشندگان منڈی مرید کے

ہم باشندگان منڈی مرید کے و ملحقہ قصبات و دیہات نارتھ ویسٹرن ریلوے کے نئے جاری شدہ ٹائم ٹیبل کے خلاف زبردست احتجاج کرتے ہوئے مندرجہ ذیل حقائق ذمہ دار افسران کی خدمت میں گذارش کرنا ضروری سمجھتے ہیں:

(۱) منڈی مرید کے ایک کامیاب کاروباری منڈی ہے یہاں لاکھوں من اناج آٹا اور فروخت ہوتا ہے سینکڑوں کاروباری لوگ روزانہ منڈی ہذا میں آتے اور جاتے ہیں۔ دیگر معیاری منڈیوں کے مقابلہ میں یہاں سے سینکڑوں ویگن چاول وغیرہ حکومت پاکستان کو سپلائی کئے جاتے ہیں۔ چنانچہ محکمہ فوڈ گرین کے سپرووائزر اور انسپکٹروں کے علاوہ اسسٹنٹ فوڈ کنٹرولر صاحب بھی یہاں رہتے ہیں اور محکمہ ہذا کے افسران بالا بھی وقتاً فوقتاً یہاں آتے رہتے ہیں

(۲) منڈی مرید کے میں ہائی سکول ہونے کی وجہ سے کئی طالب علم دوسرے ریلوے سٹیشنوں سے تعلیم کے لئے آتے اور جاتے ہیں۔ چونکہ اسی علاقہ میں میل ہا میل تک اور کوئی ہائی سکول نہیں۔ اس لئے وہ منڈی ہذا کے سوا اور کہیں نہیں جا سکتے۔

(۳) یہاں پنجاب پولیس کا اہم تھانہ ہے جس کے ماتحت تقریباً اسی چھوٹے بڑے گاؤں ہیں علاوہ ایک بھاری تعداد کنسٹیبلوں کے تین تھانیدار دو محرر تھانہ اور ایک ڈکیتی تعینات ہیں جنہیں روزانہ عدالتوں میں جانا اور آنا ہوتا ہے۔

(۴) یہاں سب پوسٹ آفس بھی ہے۔ چونکہ یہاں میل گاڑیوں کا ٹھہراؤ نہ تھا اس لئے ڈاک ایک دن لیٹ پہنچتی تھی اور اب نئے ٹائم ٹیبل کی وجہ سے ڈاک یقیناً دو یوم لیٹ ملا کرے گی جو کہ کاروبار کیلئے سخت مضر رساں ہے۔

(۵) یہاں محکمہ انہار کا سب ڈویژن بنگلہ ہے جہاں پر علاوہ دیگر ملازمین کے ڈویژنل آفیسر سب ڈویژنل آفیسر اور ہیڈ کلرک و خزانہ وغیرہ کے محافظ و نگران رہتے ہیں اور انہیں ہر وقت سفر کی سہولتیں چاہئیں۔

(۶) الیکٹرک کا سب اسٹیشن بھی یہاں کچھ کم اہمیت نہیں رکھتا۔

(۷) یہاں ہسپتال مویشیاں کا ہونا بھی خاص توجہ کا مرکز ہے۔ کیونکہ لوگ دور نزدیک سے گاڑیوں میں سوار ہو کر یہاں آتے جاتے ہیں اور مستفید ہوتے ہیں۔ علاوہ ازیں ڈاکٹروں وغیرہ کو بھی کئی جگہوں پر دورہ پر جانا ہوتا ہے۔

(۸) یہاں پر دو نہایت اہم اور لاکھوں روپے کی لاگت سے مندرجہ ذیل تعمیرات قائم ہوئی ہیں لو پاکستان ٹیکسٹائل مل [illegible] حکومت پاکستان کی شراکت سے جاری کی گئی ہے۔

(۹) یہاں آٹھ نہایت اہم اور بڑے رائس مل ہیں اور ایک بہت بڑا برف کا کارخانہ ہے اور چھ چھوٹے کارخانے چاول اور آٹا کے ہیں۔

(۱۰) یہاں تیس فرمیں آڑھت کا کام کرتی ہیں اور ۲۶ فرمیں رائس ڈیلر ہیں جو حکومت پاکستان کو چاول سپلائی کرتی ہیں۔

علاوہ ازیں مرید کے ریلوے سٹیشن سے ملحقہ تین صد دیہات و قصبات میں سے تقریباً تیس ایسے بارونق قصبات ہیں کہ جن کی آبادی ہزاروں افراد پر مشتمل ہے اور بے شمار ایسے امیر و متمول زمیندار ہیں جو لاکھوں روپے اور سینکڑوں مربع اراضی کے مالک ہیں۔

الغرض ریلوے سٹیشن منڈی مرید کے مندرجہ بالا حقائق دو جوہات کی وجہ سے ایک نہایت اہم سٹیشن ہے اور کسی صورت میں بھی کاموں کی۔ ایمن آباد گکھڑ سے کم اہمیت نہیں رکھتا۔ لیکن افسوس کہ نارتھ ویسٹرن ریلوے کے افسران نے ہمیشہ ہی اس سٹیشن کو نظر انداز کر کے اہالیان منڈی مرید کے کو خصوصاً اور دیگر ملحقہ دیہات و قصبات کے لوگوں کو عموماً رنج و حزن اور تکلیف و مشکلات میں مبتلا کر رکھا ہے۔

اگر کوئی شخص علی الصبح گاڑی پر سوار ہونے سے رہ جائے تو بس پھر وہ تقریباً چھ سات گھنٹہ تک لاہور شیخوپورہ گوجرانوالہ وغیرہ نہیں جا سکتا۔ چونکہ موسم گرما کی آمد آمد ہے لہٰذا شدت گرمی میں پیدل یا تانگہ پر سفر کرنے کی تکلیف کا وہی شخص اندازہ کر سکتا ہے جس کو ایسے شدید گرم موسم میں سفر کرنا پڑا ہو۔ بجلی کے پنکھوں تلے اور برف آلود سرد ہوا دلوں سے مملوء افسران اس صبر آزما اذیت کا تصور بھی نہیں کر سکتے اور اگر یہ کہا جائے کہ ٹرینیں بند کر کے ایک ڈیزل کار چلائی جا رہی ہے۔ تو معاف کرنا یہ محض خانہ پری کی گئی ہے تاکہ ہزاروں اور لاکھوں انسانوں کے دعاوی اعتراضات کے جواب کا بہانہ بن جائے ورنہ ہر شخص جانتا ہے کہ ڈیزل کار پر سوار ہونا کار دارد والا معاملہ ہے۔ اور پھر جبکہ ڈیزل کار دور سے آتی ہو تو پھر کیا مرید کے تک پہنچنے پر اس میں کسی انسان کے سوار ہونے کی گنجائش باقی رہ جائے گی؟ کیا کوئی مسافر بیوی بچوں سمیت اس پر سوار ہو سکے گا؟ کیا ڈیزل کار پر کوئی اسباب یا بستر سمیت سوار ہو سکے گا؟ اور کیا یہ حقیقت نہیں ہے کہ کئی قیمتی جانیں اس وجہ سے ضائع ہو جاتی ہیں۔ اگر جواب اثبات میں ہے اور ہر وہ شخص جو ایسے حالات میں سے گذر چکا ہے اس امر کی تصدیق کرے گا تو پھر ہم اہالیان منڈی مرید کے اور ملحقہ دیہات و قصبات کی طرف سے نارتھ ویسٹرن ریلوے کے حکام بالا سے باادب التماس کرتا ہوں کہ آپ مرید کے اسٹیشن کو دیگر معیاری منڈیوں کے برابر درجہ دیں اور کاموں کی۔ ایمن آباد گکھڑ ریلوے سٹیشنوں پر ٹھہرنے والی کل گاڑیاں ریلوے اسٹیشن مرید کے پر ٹھہرا کر ہماری مشکلات کا خاتمہ کریں۔

مرید کے ریلوے اسٹیشن پر بابو ٹرین کا نہ ٹھہرنا کئی ملازمین ریلوے کے لئے از حد تکلیف دہ ہے۔ لہٰذا وہ گاڑی بھی یہاں ٹھہرا کر مشکور فرمائیں۔ میں امید کرتا ہوں کہ ہماری آواز صدا بصحرا ثابت نہ ہو گی۔

شیخ محمد بشیر آزاد امبالوی
رائس ڈیلر منڈی مرید کے

نوٹس!

تمام موٹر گاڑیوں کے مالکوں اور ڈرائیوروں کو نوٹس ہذا کی رو سے متنبہ کیا جاتا ہے کہ وہ برائے آئندہ اپنی گاڑیوں پر نہ اس قسم کے ہارن لگائیں یا بجائیں جو بے ضابطہ ہوں یا جن کے بجانے سے اس قسم کی آواز یا شور و شر پیدا ہو۔ جو عوام کے لئے باعث تکلیف ہو۔ اس لئے اگر کوئی مالک یا موٹر ڈرائیور موٹر گاڑی مورخہ ۲۰ اپریل ۱۹۵۵ء کے بعد اس حکم کی خلاف ورزی کرتا ہوا پایا گیا۔ تو اس کے خلاف حسب ضابطہ کارروائی کی جائے گی۔

حسب الحکم سینئر سپرنٹنڈنٹ صاحب بہادر
پولیس ضلع لاہور

درخواست دعاء

امسال جامعہ احمدیہ درجہ اولیٰ کا سالانہ امتحان ۱۱ اپریل کو شروع ہے۔ احباب جماعت سے نہایت دردمندانہ پرزور التجا ہے کہ وہ ہماری نمایاں کامیابی کیلئے دعا فرمائیں۔ نیز میرے کلاس فیلو عبد الکریم صاحب افغان جو کہ ان دنوں بیمار ہو گئے ہیں اللہ تعالیٰ انہیں صحت کاملہ عطا فرمائے۔ اور ہم سب اسلام بہترین خادم ثابت ہوں آمین۔ محمد صدیق واقف زندگی

چین میں طاقتور ہوائی بیڑہ تیار کیا جا رہا ہے

فارموسا پر اچانک بڑے حملہ کا اندیشہ

لندن ۱۲ اپریل۔ اشتراکی چین اور روس کی براہ راست خفیہ مدد سے ہوائی بیڑہ تیار کر رہا ہے۔ اس کی تعداد کے متعلق ہانگ کانگ میں اندازہ لگایا گیا ہے۔ کہ وہ کم از کم ۵۰۰ جنگی طیاروں پر مشتمل ہے۔ شنگھائی۔ نانکنگ اور ہوچیو میں مستقر قائم کئے گئے ہیں۔ جہاں سے فارموسا پہنچنا ممکن ہے۔ عام طور پر پیشگوئی کی جا رہی ہے۔ کہ پوری طاقت جمع ہوتے ہی فارموسا پر اچانک بڑی ضرب لگائی جائے گی۔ خیال کیا جاتا ہے کہ اشتراکی طیارے فی الحال جنگ سے احتراز کر رہے ہیں۔ تاکہ فارموسا پر حملہ ہو سکے جس کا پہلا مقصد یہ ہو گا۔ کہ فارموسا کے ہوائی مستقر کے تمام نیشنلسٹ طیاروں کو تباہ کر دیا جائے۔ نیشنلسٹوں کی مقاومت کے آخری مرکز کو خطرہ کے علاوہ ایک طاقتور اشتراکی فضائیہ مشرق بعید میں طاقت کے توازن کو بھی بگاڑ سکتا ہے۔ مبصرین کا کہنا ہے۔ کہ اسی وقت اندازہ کے مطابق ۵۰۰ جنگی طیارے سے چینی میں فرانسیسی طیاروں کی تعداد کے برابر ہو گئے ہیں۔ اگرچہ یہ مقابلہ صرف اسی صورت میں ہو سکتا ہے۔ جب کہ عالمگیر جنگ کا کوئی امکان ہو۔

چین کی نیشنلسٹ حکومت نے اقوام متحدہ میں اس امر پر اپنا احتجاج پیش کر دیا ہے۔ کہ حالیہ چینی سرگرمیوں میں سوویٹ طیارے استعمال ہوئے ہیں۔ اور روس پر یہ الزام لگایا ہے۔ کہ اس نے طیاروں۔ ہوابازوں اور اسلحہ کی "بڑی تعداد" چین کو فراہم کی ہے۔ (راستا)

کشمیر کے ثالث کی حیثیت سے سر آون ڈکسن کا تقرر

پاکستان منظوری دینے میں دیر نہیں کرے گا

لندن ۱۲ اپریل۔ یہاں خیال کیا جا رہا ہے۔ کہ آسٹریلوی ہائیکورٹ کے سر آون ڈکسن کے کشمیر کے ثالث کی حیثیت سے تقرر کے متعلق جسے بھارت منظور کر چکا ہے۔ پاکستان بھی منظوری دینے میں دیر نہیں کرے گا۔ حفاظتی کونسل کی تجویز کو عملی جامہ پہنانے کی رفتار کو واشنگٹن اور دولت مشترکہ کے تمام دارالحکومتوں میں بہت اہمیت دی جا رہی ہے۔ اس تقرر کو اس سلسلہ کا پہلا عملی قدم کہا جا سکتا ہے۔

لندن کے سرکاری اور سیاسی حلقوں میں پاکستان اور بھارت کے وزراء اعظم کی سمت اور تدبر کی بڑی تعریف کی جا رہی ہے جس سے انہوں نے مشترک خطرات کے متعلق حقیقت پسندانہ رویہ اختیار کیا۔ مبصرین ان نفسیاتی اثرات کو بہت اہم سمجھ رہے ہیں۔ جو اس مفاہمت کی وجہ سے ان مسائل پر مرتب ہوں گے۔ جن کے متعلق دونوں ممالک میں "اب مسئلہ کشمیر کے متعلق نظریہ میں لچک" اور نہری پانی کے تنازعہ کے طے ہو جانے کے متعلق پنڈت نہرو نے جو کچھ کہا ہے اسے یہاں ایک ایسے نقشہ کا جزو سمجھا جا رہا ہے۔ جس پر اگر پوری طرح دونوں وزراء اعظم نے عمل کیا۔ تو اس سے ایسے نتائج پیدا ہوں گے۔ جو دو ہفتے پیشتر ناممکن سمجھے جا رہے تھے۔ اور جو سڈنی کانفرنس کی کامیابی کے لئے ہوگی۔ جس سے دونوں ممالک کو کافی فائدہ کی توقع ہے۔ (رائٹر)

تعجب خیز حافظہ رکھنے والے ڈاکٹر کی بھول

نیویارک ۱۲ اپریل۔ ڈاکٹر برونو فرسٹ عجیب میں حیرت انگیز حافظہ رکھتے ہیں۔ ان کا دعویٰ ہے کہ کسی چیز پر ایک سرسری نظر ڈالنے کے بعد وہ اسے دہرا سکتے ہیں۔ ماہ رواں۔ نیو اسکا میں ان کے کمال کا مظاہرہ دیکھنے کے لئے ایک مقررہ تاریخ کو گاہی مجمع ہوا۔ لیکن مظاہرہ نہ ہو سکا۔

ڈاکٹر کے ایجنٹ نے ٹیلیفون سے مطلع کیا کہ ڈاکٹر اس تقریب میں شرکت۔ بالکل بھول گئے تھے۔ (راستار)

(بقیہ صفحہ ۲)

(۲) کتب حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام کی طباعت و اشاعت کا خاص طور پر انتظام کیا جائے تاکہ حضور علیہ السلام کے اس روحانی و علمی خزانہ سے دنیا صحیح رنگ میں فائدہ اٹھا سکے۔

(۳) نشر و اشاعت کے لئے بجٹ میں صرف بارہ ہزار روپے کی رقم رکھی گئی ہے۔ حالانکہ اس کام کی اہمیت اس بات کی متقضی ہے کہ اس پر زیادہ رقم خرچ کی جائے اور یہ مشروط بآمد شمار نہ ہو

(۴) بجٹ سے متعلق صدر انجمن احمدیہ کے فیصلوں میں نظارت بیت المال کو قطع و برید کا حق نہیں ہونا چاہیئے۔

(۵) چندوں وغیرہ کے بارے سلسلے میں بعض دفتری بے قاعدگیوں کی اصلاح ضروری ہے۔ اس سے نہ صرف یہ کہ غیر ضروری خط و کتابت میں وقت صرف ہونے سے بچ رہے گا۔ بلکہ دفتری اخراجات میں کمی کی صورت بھی نکل آئے گی۔ وغیرہ وغیرہ

متعلقہ ناظر صاحبان نے سلسلے وار ہر سوال کے بارے میں نمائندگان کو اصل پوزیشن سے آگاہ کیا۔ اور بتایا کہ ان امور سے متعلق مناسب اقدامات کرنے میں کوئی دقیقہ فروگذاشت نہ کیا جائے گا۔ چنانچہ مکرم مولوی جلال الدین صاحب شمس قائم مقام ناظر اعلیٰ نے اعلان کیا۔ کہ اس امر کی تحقیق کے لئے کہ آیا نظارت بیت المال نے صدر انجمن احمدیہ کے فیصلوں میں قطع و برید سے کام لیا ہے یا نہیں۔ ایک کمیٹی مقرر کی جائے گی۔ اسی طرح ایک خاص کمیٹی کے سپرد یہ کام کیا جائے گا۔ کہ وہ حضرت مسیح موعود علیہ السلام کی تصانیف اور سلسلہ کی دوسری اہم کتابوں کی اشاعت کے متعلق مناسب تجاویز مرتب کرے اس ضمن میں آپ نے اس امر پر بھی روشنی ڈالی کہ اشاعت کتب کے سلسلے میں اب تک کیا کام کیا گیا ہے۔ اور سلسلہ نے حال ہی میں کون کونسی کتب دوبارہ شائع کی ہیں۔

حضور ایدہ اللہ کے ارشادات

ناظر صاحبان کے بعد ان امور پر روشنی ڈالتے ہوئے حضور نے بعض غلط فہمیوں کا ازالہ فرمایا۔ اور اس بارے میں چند قطعی فیصلوں کا اعلان کیا۔ بروقت بجٹ مرتب ہونے اور اس کی طباعت میں تاخیر نہ ہونے کے متعلق حضور نے فرمایا۔ آئندہ ۱۵ جنوری تک فائنل بجٹ مرتب ہو کر چھپنے کے لئے بھیج دینا چاہیئے۔ اگر اس تاریخ تک بجٹ مکمل نہ ہو سکے تو پھر ایک سب کمیٹی مقرر کی جائے جو تحقیق کے بعد اس امر کا فیصلہ کرے کہ تاخیر کی بنا پر متعلقہ محکموں کو کیا سزا دی جائے۔ دفتری بے قاعدگیوں کے متعلق حضور نے فرمایا۔ جو شکایات کی گئی ہیں۔ ان میں سے بعض کا جواب ناظر صاحبان کی طرف سے دیا جا چکا ہے۔ جو بڑی حد تک صحیح ہے۔ لیکن بعض شکایات ایسی بھی ہیں جو واقعی درست ہیں۔ اور ان کا تدارک ضروری ہے۔ مثلاً یہ عام شکایت ہے۔ کہ چندہ وصول ہو چکنے کے بعد دفتر کی طرف سے یاد دہانی کا کارڈ موصول ہو جاتا ہے اس کی وجہ یہ معلوم ہوتی ہے۔ کہ دفتری ریکارڈ سے تصدیق کئے بغیر یاد دہانی کارڈ جاری ہو جاتے ہیں۔ آئندہ جس کے پاس ایسا کارڈ پہنچے اسے چاہیئے۔ کہ وہ اس امر کی اطلاع صدر انجمن کو دے کیونکہ یہ قاعدہ بنا دیا گیا ہے۔ کہ کوئی غلطی بغیر سزا کے نہ رہے۔ اگر صدر انجمن بھی ایسی بے قاعدگی کی طرف توجہ نہ کرے۔ تو پھر براہ راست خلیفہ وقت کے پاس شکایت کرنی چاہیئے۔

نشر و اشاعت

نشر و اشاعت کے سلسلے میں حضور نے اس امر پر زور دیا۔ کہ ہر ملک اور ہر طبقے کی ضرورت کے مطابق لٹریچر شائع کرنا چاہیئے۔ چنانچہ فرمایا۔ بغیر سوچے سمجھے لٹریچر شائع کرنا قطعی بے قاعدہ ہے۔ صدر انجمن کو چاہیئے کہ ایک کمیٹی مقرر کرے۔ اس میں نصف ممبر تحریک جدید کے ہوں۔ اور نصف صدر انجمن کے۔ یہ کمیٹی تمام ملکوں کی لسٹ بنائے گی۔ اور ہر ایک ملک کے بارے میں علیحدہ علیحدہ اس امر کا جائزہ لے گی۔ کہ وہاں کون کون سے مسائل زیر بحث ہیں۔ اور ان پر کس کس نوعیت کے لٹریچر کی ضرورت ہے۔

مجلس قائمہ کی نامزدگی

آئندہ بجٹ سے متعلق صدر انجمن احمدیہ کو مشورہ دینے اور دوران سال میں بجٹ پر کنٹرول رکھنے کے لئے سیدنا حضرت امیر المومنین نے ایک مجلس قائمہ نامزد کرنے پر بھی زور دیا۔ چنانچہ مجلس شوریٰ کے نمائندگان میں سے حسب ذیل اصحاب کے نام پیش کئے گئے۔ جنہیں حضور نے منظور فرما لیا۔ (۱) حافظ عبد السلام صاحب (۲) شیخ محمود الحسن صاحب (۳) احمد جان صاحب (۴) مرزا مظفر احمد صاحب (۵) قاسم دین صاحب (۶) عبید اللہ صاحب (۷) مولوی منظور رحیم صاحب (۸) محاسب صاحب صدر انجمن احمدیہ (۹) ناظر صاحب بیت المال۔ جماعت احمدیہ کراچی کے نمائندگان میں سے ایک ممبر کی نامزدگی بعد میں عمل میں آئے گی۔ اور اس طرح اس مجلس کے اراکین کی کل تعداد دس تک جا پہنچے گی۔ حضور نے ناظر صاحب بیت المال کو اس کا صدر مقرر کرتے ہوئے فرمایا کہ یہ مجلس بجٹ سے متعلق تمام امور کے بارے میں صدر انجمن کو مشورہ دے گی۔ نیز موجودہ بجٹ میں ایزادی کی تمام تجاویز بھی پہلے اس مجلس میں پیش ہوں گی۔ اور اس طرح یہ ذمہ داری بھی شوریٰ کی نمائندہ کمیٹی کی طرف منتقل ہو جائے گی۔

بجٹ ۵۱-۱۹۵۰ء کی منظوری

اس کے بعد حضور کی اجازت سے محمود الحسن صاحب صدر سب کمیٹی بیت المال نے آخری منظوری کے لئے آمد کا بجٹ پیش کیا۔ جو ۲۱۷۵۴۲۱ روپے پر مشتمل تھا۔ اس کے حق میں ۳۷۳ ووٹ تھے۔ چنانچہ حضور نے کثرت رائے کے حق میں فیصلہ دیتے ہوئے بجٹ منظور فرما لیا۔ اخراجات کا بجٹ اسی قدر رقم پر مشتمل تھا۔ اس کے حق میں ۳۵۹ ووٹ آئے اور حضور نے کثرت رائے کی سفارش قبول فرما کر اس کی بھی منظوری عطا فرمائی۔

ہماری اصل آمد

بجٹ کی منظوری کے بعد حضور نے احباب کو مخاطب کرتے ہوئے فرمایا۔ اصل چیز تو بجٹ آمد انسانی ہے پس ہمارے زیادہ اخراجات ایسے ہونے چاہئیں جو آمد بڑھانے والے ہوں۔ یعنی جن کی وجہ سے جماعت کی تعداد میں اضافہ ہو۔ کیونکہ یہی ہماری اصل آمد ہے اس کے بعد حضور نے احباب کو صنعت و حرفت اور فریضہ تبلیغ کی طرف خاص طور پر توجہ دینے کی تلقین فرمائی۔ چنانچہ فرمایا ہمارے دوستوں کو مفید کاموں میں وقت صرف کر کے اپنی آمد کو بڑھانا چاہیئے۔ جو کاشتکار ہیں۔ وہ صرف زمینداری پر ہی انحصار نہ کریں۔ بلکہ ساتھ کے ساتھ پولٹری فارم یا بھیڑ بکریوں کے ریوڑ پال کر آمد کو بڑھائیں۔ اسی طرح دوستوں کو بعض مخصوص پیشوں میں مہارت حاصل کر کے۔ ملک کی صنعتی ترقی میں ہاتھ بٹانا چاہیئے۔ لوہار اور ترکھان وغیرہ کے پیشوں میں اگر ہمارے بعض دوست مہارت حاصل کر لیں۔ تو وہ اپنی اور قوم کی قیمت میں بہت زیادہ اضافہ کر سکتے ہیں بعض پیشوں پر جو صنعتی لحاظ سے بہت مفید ہیں اگر قبضہ کر لیا جائے تو بڑی خدمت سرانجام دی جا سکتی ہے۔ بس جلد سے جلد ایسے مستری تیار کرنے چاہئیں جنہیں کارخانوں میں بآسانی کھپایا جا سکے۔ بعدہٗ حضور نے لمبی دعا فرمائی جس کے ملنے سے فارغ ہو کر اجلاس برخاست کرنے کا اعلان فرمایا۔